ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 05

اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا

جماعت احمدیہ مسلمہ
اور
صبر و رضا کی تعلیم

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے
مؤرخہ 28/اپریل 2023ء کو مسجد مبارک، ٹلفورڈ میں خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”بعض لوگ مجھے پُر زور دلیلوں کے ساتھ لکھتے ہیں کہ پاکستان میں یا کسی اور جگہ جماعت کے حالات پر ہمیں صبر کے بجائے کچھ ردِّ عمل دکھانا چاہیے اور حضرت مصلح موعودؓ کی مثالیں دیتے ہیں، جبکہ آپؓ نے قانون کے دائرے میں رہ کر بعض باتیں کیں اور بلا سوچے سمجھے بلوائیوں کی طرح جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی“۔

”حضرت مصلح موعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کی جماعتوں کا کام صبر اور قانون کی پابندی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ صبر دو قسم کا ہے۔ ایک صبر یہ ہے کہ انسان کو کسی ردِّ عمل کی طاقت ہو اور پھر وہ صبر دکھائے۔ دوسرے اُس وقت کا صبر ہے جب مقابلے کی طاقت ہی نہ ہو یعنی مجبوری کا صبر ہے“۔

”اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہوں پر صبر کی تلقین فرمائی ہے۔ جنہیں سامنے رکھتے ہوئے صبر کے تین معنی ہیں۔ پہلا گناہ سے بچنا اور اپنے نفس کو اُس سے روکنا۔ دوسرا نیک اعمال پر استقلال سے قائم رہنا۔ تیسرا جزع فزع سے بچنا۔ یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے اور یہ قرب دعاؤں سے ہی مل سکتا ہے“۔

”دشمن یہ چاہتا ہے کہ ہمارا ردِّ عمل ہو تو وہ مزید سختیاں کریں ہمارے نظام پر پابندیاں لگانے کی کوشش کریں۔ اس وقت بعض حکومتی افسران مخالفین کی پشت پناہی کر رہے ہیں تو اس طرح کے ردِّ عمل پر حالات خراب ہوتے ہیں۔ پس یہ بات یاد رکھیں کہ ہم نے جماعت کے وسیع تر مفاد کے لیے مشکلات کو صبر سے برداشت کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ دوسروں کی سختیوں کو صبر کے ساتھ جھیلو اور برداشت کرو“۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کئی لوگ آپؐ اور صحابہؓ کا صبر دیکھ کر ہی ایمان لائے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے لیے بھی وہی مشکلات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئیں۔ یاد رکھو اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے تاکہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ مجھے بہت دُکھ ہوتا ہے جب پتا چلتا ہے کہ جماعت کا کوئی شخص کسی سے لڑا ہے۔ اگر کوئی شخص صبر سے کام نہیں لیتا تو وہ اس جماعت میں سے نہیں۔ پس اپنے معاملے کو خدا کے سپرد کر دو۔ گالیاں سُن کر بھی برداشت سے کام لو۔ جب مَیں صبر کرتا ہوں تو تمہارا کام ہے تم بھی صبر کرو“۔

”آج دنیا کے ہر ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اور جماعت قائم ہے۔ کیا یہ کسی ردِّ عمل یا طاقت کے اظہار سے ہوا ہے نہیں بلکہ قربانیوں اور صبر اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ پس ہمیں صبر کا مظاہرہ کرتے رہنا ہوگا“۔

”اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کے لیے اِن باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، (آمین)“

(ماخوذ الفضل انٹرنیشنل یکم مئی 2023ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ نعمت تمہیں تاقیامت ملے گی

24 دسمبر 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ’’رسالہ الوصیت‘‘ میں اپنی وفات کی پیش خبری کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

’’تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی‘‘۔ (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305،306)

118 سال قبل کہے ہوئے الفاظ میں کیا جلال، کیا شان اور کیا صداقت تھی کہ خلافت احمدیہ حقہ کو قائم ہوئے صدی سے اوپر گزر گئی اور کئی قیامتیں، آزمائشیں اور مصائب و آلام آئے مگر خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ ہر ابتلاء اور مصیبت میں ثابت قدم ہی نہیں رہی بلکہ کامیاب و کامران اور پہلے سے کہیں بڑی شان کے ساتھ دنیا کے اُفق پر جلوہ گر ہوئی۔ اور اپنے تو اپنے غیر بھی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوگئے کہ جماعت پہلے سے کہیں بڑی اور طاقتور ہو کر اُبھری ہے۔ یوٹیوب پر غیر احمدی علماء کی کئی ویڈیوز اس بات کی گواہ ہیں جن میں بعض تو بُرے الفاظ میں اور بعض تعریفی الفاظ میں یہ اقرار کرتے نظر آتے ہیں کہ یہ جماعت بڑھتی ہی چلی جارہی ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو کہ ’’خلافت دائمی ہے‘‘ غلط ثابت کرنے کے لیے خلافت احمدیہ کو ختم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ناکام و نامراد اور خائب و خاسر رہے۔ اور دوسری طرف اپنے طور پر خلافت کو قائم کرنے کی کوشش کی کہ ان کے نزدیک بھی اسلام کی ترقی کا یہی واحد حل ہے۔ مگر وہ خلافت قائم کرنے میں بھی بُری طرح ناکام رہے۔ یہ کوشش تقریباً ہر علاقہ میں ہوئی۔ افریقہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور یورپ میں بھی۔ پاکستان میں کتنے ہی لوگوں نے ایسی کوششیں کیں جن کا کسی کو علم نہیں۔ جرمنی میں بھی رُبع صدی قبل ایک صاحب نے خلافت کا دعویٰ کیا مگر آج اس کا نام بھی شاید ہی کسی کو یاد ہو۔ غرض خلافت قائم کرنے کی کوشش تو کی مگر یہ بھول گئے کہ خلافت تو نبوت کے بعد قائم ہوتی ہے اور اصدق الصادقین ﷺ کی پیشگوئی بھی یہی تھی کہ ثم خلافة علیٰ منهاج النبوة کہ خلافت قائم ہوئی تو علیٰ منہاج النبوۃ ہی ہوگی اور پھر آپ ﷺ نے آنے والے موعود کو مسلم کی حدیث میں چار مرتبہ نبی اللہ بھی فرمایا: اس لیے اب پہلے تو اس نبی کو ڈھونڈو جس نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنا تھا اور پھر اُس کی خلافت کو اور ساتھ ہی ان عظیم الشان پیشگوئیوں کی طرف نظر کرو جو نصف النہار کے سورج کی طرح چمک رہی ہیں۔

سر پر اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند   مرتے ہیں بِن آب وہ اور در پہ نہر خوش گوار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

شوال 1444 ہجری قمری | مئی 2023ء | جلد نمبر 24 | شمارہ نمبر 05 | ہجرت 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ
06	نظم: کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
07	خطبہ جمعہ: خلافت کی اہمیت اور برکات
14	منظوم کلام: رہے گا خلافت کا فیضان جاری
15	خلافتِ ثانیہ میں فتنوں کا آغاز اور اہلِ پیغام کی سازشیں
18	تمکنت دیں کی بڑھ رہی ہے ابھی
19	خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا اسے اللہ تعالیٰ بناتا ہے
22	ادبی صفحہ: مثنوی قادر نامہ
23	27 مئی، یومِ خلافت۔ذمہ داریوں کو سمجھنے کا عظیم دن
27	قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کے مراحل
29	بھولے گا نہ وہ لمحۂ شورِ قیامت
32	کِس قدر پُر کیف ہیں یہ دن ترے راتیں تری
34	آمدنِ عید مبارک بادت
35	حالات حاضرہ: یوکرائن، روس جنگ معاشی اور معاشرتی اثرات
37	خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے
39	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
40	ملکی و عالمی خبریں
41	تبلیغی سرگرمیاں: نسل پرستی کے خلاف جماعت احمدیہ جرمنی کی مساعی
43	جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں نثار
45	یادِ رفتگاں: مکرم بشیر احمد خالد صاحب مرحوم
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات و دعائے مغفرت)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

07

15

04

32

23

45

29

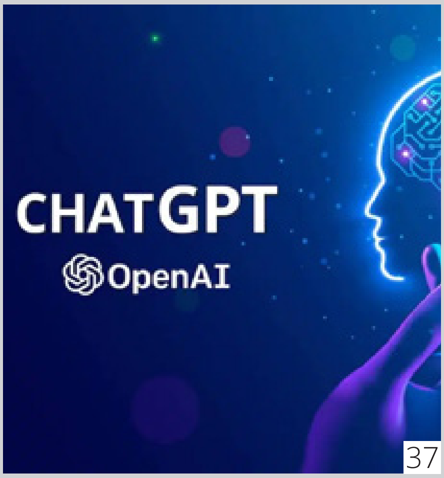

37

40

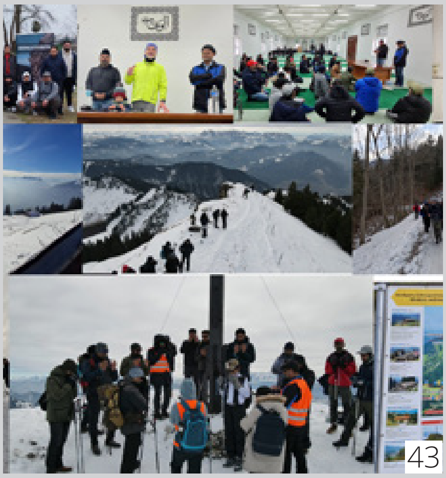

43

41

قال اللہ جل جلالہ

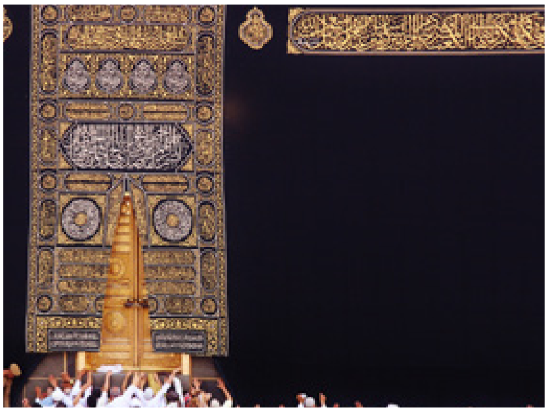

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ
وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ

(الحج:42)

جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور ہر بات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ حُذَیۡفَةَ بۡنِ الۡیَمَانِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:
وَالَّذِی نَفۡسِی بِیَدِهِ لَتَأۡمُرُنَّ بِالۡمَعۡرُوفِ وَلَتَنۡهَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡكَرِ أَوۡ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنۡ يَبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عِقَابًا مِنۡهُ ثُمَّ تَدۡعُونَهُ فَلَا يُسۡتَجَابُ لَكُمۡ

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب مَا جَاءَ فِي الأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔ پھر تم دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے (یعنی ان پڑھ، جاہل، گاؤں کے رہنے والے) اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور:56)

یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''جو مومنوں میں سے خلیفے ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے مگر خداتعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لئے امن کی راہیں نکال دیتا ہے۔ جو ان کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے''۔

(12 ستمبر 1913ء خطباتِ نور صفحہ 605)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ خداتعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کر کے رہے گا۔ اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں اور نہ اُن کے دین کو خداتعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا ہے۔ بلکہ یہ اصول روحانی خلفاء کے متعلق ہی ہے۔ پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ خلافتِ نبوت ہے نہ کہ خلافتِ ملوکیت''۔

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 374)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''قرآنِ کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں ایک ہے تمکین دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت اور قرآنِ کریم کی رُو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پا سکتے۔ اس لئے (جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے) جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکین دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے ہوتی ہیں اور یہ ہتھیار خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے''۔ (مشعل راہ جلد دوم صفحہ 210)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''مذہبی وحدتیں قائم کرنا اللہ کا کام ہے یہ وحدتیں آسمان سے اُترا کرتی ہیں زمین سے نہیں اُگا کرتیں اور یہ وحدت قائم کرنے کے تو خدا نے خود سامان فرما دیئے ہیں وہ حبل اللہ جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے دل پر قرآن کی صورت میں نازل ہوئی وہ حبل اللہ جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ایک زندہ نشان کے طور پر ہم نے دیکھی اور جو بعد میں آپ ﷺ کی غلامی میں خلافت کی صورت میں جاری و ساری ہوئی وہ پھر دوبارہ آسمان سے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لیے اتاری گئی ہے اور مذہبی اجتماع ہمیشہ آسمانی تقدیر کے تابع ہوا کرتے ہیں''۔ (خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 67)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک دینِ اسلام تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے لیکن خوف کو امن کی حالت میں بدلنے کے لئے کامل اطاعت کے ساتھ اور خلافت کے نظام کے ساتھ جُڑ کر ہی تم اس کا حقیقی فیض حاصل کر سکو گے اور یہ ضروری ہے۔ اور جو اس نظام سے جڑے رہیں گے اُن کے حق میں اس کے ذریعے سے ہر خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور اُن خلفاء کے ذریعے سے ہی غلبہ اسلام کے دن بھی قریب آتے چلے جائیں گے۔ لیکن یہاں یہ فرما دیا کہ خلیفۂ وقت اور خلافت سے منسلک ہونے والوں کا یہ کام ہے اور اُن کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی عبادت کی طرف خالص ہو کر توجہ دینے والے بنیں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 17 جون 2011ء صفحہ 5-7)

کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

ہم نِگہ میں ان کی دجّال اور بے ایماں ہوئے ۔۔۔ آتشِ تکفیر کے اُڑتے رہے پیہم شرار

اب ذرا سوچو دیانت سے کہ یہ کیا بات ہے ۔۔۔ ہاتھ کس کا ہے کہ ردّ کرتا ہے وہ دشمن کا وار

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں! ۔۔۔ ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار

اِس قدر نُصرت کہاں ہوتی ہے اِک کذّاب کی ۔۔۔ کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

آفتابِ صبح نِکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ ۔۔۔ دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے وہ کرتے ہیں پیار

نعمتیں وُہ دیں مرے مولیٰ نے اپنے فضل سے ۔۔۔ جن سے ہیں معنیٔ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ آشکار

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں ۔۔۔ ہر عدو پر حجّتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار

مُلکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر ۔۔۔ گو بہت دُنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار

دیکھتا ہوں اپنے دِل کو عرشِ ربّ العالمیں ۔۔۔ قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

دوش پر میرے وہ چادر ہے کہ دی اُس یار نے ۔۔۔ پھر اگر قُدرت ہے اَے مُنکر تو یہ چادر اُتار

یہ فتوحاتِ نمایاں یہ تواتر سے نشاں ۔۔۔ کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکّاروں کا کار

انتخاب از دُرّثمین ”مُناجات اور تبلیغِ حق“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

خلافت کی اہمیت اور برکات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء کا مکمل متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (النور:56)

پھر فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے۔ اور آپؑ وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت ﷺ پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپؑ کے بعد پھر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلۂ خلافت تاقیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافتِ خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔

بہرحال ایک تو اس دن کی اہمیت کی وجہ سے، آج 27 مئی ہے، اور دوسرے جو اس خطبے کا محرک بنا ہے وہ

ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آرہے ہیں

ایک مضمون ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے لکھا تھا لیکن آج کل اس کو کوئی شخص مختلف لوگوں کو بھیج رہا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے تو خلافت کا مقام واضح کرنے کے لئے لکھا تھا اور اس کی وضاحت میں اپنے ذوق کے مطابق اس بات کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ خلافت جماعت احمدیہ میں کب تک چلے گی یا اس کی کیا صورت ہوگی۔ لیکن یہ بات بہرحال واضح ہے اور اس میں رَتی بھر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ جماعت میں کسی وقت بھی کسی انتشار کا پھیلانا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہیں تھا یا مقصد نہیں تھا۔ لیکن اس شخص نے جو آج کل مختلف لوگوں کو یہ مضمون بھیج رہا ہے اس کے عمل سے یہ لگتا ہے کہ جماعت خلافت کے بارے میں شکوک وشبہات میں گرفتار ہو۔ مثلاً اس سے لگتا ہے کہ اس کی نیت نیک نہیں ہے کہ بذریعہ ڈاک جن کو بھی مضمون فوٹو کاپی کر کے بھجوایا گیا اس پر لکھا گیا ہے، ایک مہر لگائی ہے کہ ایک احمدی بھائی کا تحفہ۔ اب اگر نیک نیت تھا تو نام کے ساتھ بلکہ نظام جماعت سے یا مجھ سے پوچھ کر بھیج سکتا تھا کہ اس طرح اس مضمون کی میں اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی ہوشیاری دکھائی ہے کہ مضمون انہی الفاظ میں بھیجا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلیفہ معزول نہیں کیا جاسکتا وغیرہ کی وضاحتیں بھی اس میں ہیں۔ لیکن حضرت میاں صاحب کے اس نظریے کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ ایک وقت میں خلافت کی جگہ ملوکیت لے لے گی یعنی بادشاہت آجائے گی۔ تو بہرحال یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا ایک ذوقی نظریہ تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اُس وقت اِس کا علم ہونے کے بعد اس نظریے کی تردید میں ایک وضاحت بھی شائع فرمائی تھی۔ آگے وضاحت میں کچھ باتیں کھولوں گا۔ تو ان صاحب کی حرکت سے لگتا ہے جیسے وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چار خلفاء کی خلافت تو ٹھیک تھی لیکن اب خلافت نہیں رہی۔ بہرحال اس بارے میں اسی مضمون سے دکھاؤں گا جو حضرت میاں صاحب کا ہے کہ یہ ان صاحب کی عقل کا قصور ہے اور جن کو یہ مضمون بھیجے گئے ہیں ان میں سے بھی اگر کسی کے دل میں کوئی شک، کوئی شبہ ہے تو وہ بھی دور ہو جائے۔

لیکن اس سے پہلے جو میں نے آیت تلاوت کی ہے اس کی کچھ وضاحت کروں گا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ یعنی خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آرہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہوگئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام واستحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔

اب مثلاً ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسبِ قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہرحال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتا دوں کہ اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رَہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جواب دیا کرتا ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی

تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں

بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہرحال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ ضمنی باتیں تھیں، کہ خلافت جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلہ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا۔ یہ دائمی ہے۔ اور یہ الٰہی تقدیر ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن۔ الفصل الثالث)

وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلہ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا۔ یہ دائمی ہے۔ اور یہ الٰہی تقدیر ہے۔ اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔

یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب ان شاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دَور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتادوں کہ یہ دَور خلافت آپ کی نسل دَر نسل دَر نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے۔ اسی لئے اس پر قائم رکھنے کے لئے میں پہلے دن سے ہی مسلسل تربیتی مضامین پر اپنے خطبات وغیرہ دے رہا ہوں۔ یہ وعدہ یا خبر جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی تھی اس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دے کر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''غرض (خدا تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے (یعنی ان پڑھ، جاہل، گاؤں کے رہنے والے) اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ ...... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام

باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔ اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو کریں گے بلکہ فرمایا کہ صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعاؤں میں لگے رہو۔

پس بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آ رہا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے حصے میں آ رہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبّت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان

بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے

نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ (اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک وقت میں بہت سارے ہوں گے اس کا مطلب ہے کہ مختلف وقتوں میں آتے رہیں گے)

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر تقویٰ میں بڑھنے والی ہو گی اس عَلَم کو بلند کرنے والی ہو گی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔

اب افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردّد کوئی دنیاداری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔

یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہی

اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جائے

زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو‘‘۔ (رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

تو دیکھیں کہ کتنا واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں تیرے ماننے والے ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ توحید کے قیام اور ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں کسی خاص خاندان میں سے یا کسی خاص ملک میں سے ایسے لوگ کھڑے کروں گا جو دین کے استحکام کے لئے کوشش سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ایئرپورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعہ سے گئے تھے تو وہاں لوگ اردگرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابلِ دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیامِ خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رہے کہ اگرچہ قرآنِ کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔ اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔ لیکن بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولتِ عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی

بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے''۔
(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 355)

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا ایک چال چلی تھی لیکن وہ ناکام ہو گیا۔ لیکن جماعت کو بتانا میرا فرض ہے کہ وہ آئندہ محتاط رہیں۔ ان صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی اس بات کو انڈر لائن کیا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور آ جاتا ہے یعنی تسلسل قائم نہیں رہتا۔ ایک کے بعد دوسرا خلیفہ نہیں آتا۔ روحانی طور پر سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن یہاں بھی واضح ہو کہ کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن تھا لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کہ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہر خلیفہ کی وفات کے بعد عموماً جماعت میں ایک زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ جماعت کے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کی سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ اب آپ میں سے ہر کوئی گواہ ہے بلکہ دنیا کا ہر احمدی گواہ ہے، ہر

ان شاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا

جاوے اور برکات کو صرف قرن اوّل تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس۔ اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کے عرصہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ مکمل ہو گیا ہے؟ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا نظریہ تھا اور اس بارے میں ایک دو اور جگہ اس مضمون میں جو میں نے الفاظ پڑھے ہیں اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں لیکن یہ صاحب حضرت میاں صاحب کے اُسی مضمون میں یہ الفاظ بھی پڑھ لیں کہ سچے خلفاء کی علامات کیا ہیں۔ آپ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ پہلی اور ظاہری علامت یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو اتفاق رائے یا کثرتِ رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔ اب یہ صاحب بتائیں کہ کیا خلافت خامسہ کے انتخاب میں یہ نہیں ہوا۔ مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے بچہ گواہ ہے کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد جو ایک خوف کی حالت تھی اسے اللہ تعالیٰ نے سکینت میں نہیں بدل دیا؟ اگر ان صاحب کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تو اللہ ہی رحم کرے۔ اور تیسری علامت حضرت میاں صاحب نے اپنی ذوقی علامت بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر ظاہر کر دیتا ہے کہ کون آئندہ ہونا ہے۔ بہرحال اس کا تعلق تو نبی سے ہے ضروری نہیں کہ ہر جگہ نبی کی طرف سے اظہار بھی ہو۔ تو ان صاحب سے میں حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں

اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے

اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔

اب مَیں مختصراً ان صاحب کی طرف آتا ہوں جنہوں نے بڑی ہوشیاری سے مضمون پھیلا کر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی ہے جو شاید اس سوچ میں پڑ جائیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت سے سچی وفا اور محبّت رکھنے والی ہے اور وہ جن کو یہ مضمون بھجوائے گئے ہیں انہوں نے نظام کو یا مجھے اس سے آگاہ کر دیا، ہمیں بھجوا دیئے۔ شیطان نے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اور اس بات کی وضاحت بھی حضرت میاں صاحب نے مضمون میں کی ہوئی ہے۔ بہرحال میں میاں صاحب کے حوالوں سے اس لئے بات کر رہا ہوں کہ ان کے مضمون میں ہی جواب موجود ہیں۔ اور یہ بھی کہ تم جلد بازی نہ کرو۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے جو باطنی علامتوں میں سے ہونے کی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے۔ وہ ہے قرآنِ شریف کی آیت استخلاف یعنی وَلَيُمَكِّنَنَّ کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبّت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔ بہرحال یہ بتا دوں کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کا جواب بھی لکھا تھا۔ تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحب کا جو یہ مضمون ہے اس میں جو ملوکیت والا حصہ ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور بعض الہامات سے تو یہ ثابت

نہیں ہوتا ضمناً بتا دوں کہ یہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں میرے والد صاحب نے لکھا تھا وہ خط بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔ پرانے کاغذات ایک دن میں دیکھ رہا تھا ان میں سے مجھے مل گیا۔ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نوٹ بھی تھا کہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ (کیونکہ اس کو پڑھے ہوئے کافی دیر ہوگئی) مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیت کی خلافت ملوکیت میں نہیں بدلے گی۔ بہرحال پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل میں ایک پیغام شائع کروایا جو میں پڑھ دیتا ہوں تاکہ جن ذہنوں میں غلط فہمی ہے وہ دور ہوجائے۔ اور یہ بھی اتفاق کہہ لیں، جیسے مَیں نے بتا دیا، یا الٰہی تقدیر کہ میرے والد صاحب کے ذریعہ ہی اُس وقت خلیفۂ وقت کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے وضاحت فرمائی۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ: ''عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالباً اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی جس میں مرزا بشیر احمد صاحب نے تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دَور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے۔ مَیں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا۔ اس خط کی بنا پر میں نے اس مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی گئی۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہوگیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔ قرآنِ کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کہ قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کر دے۔ لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ملا ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس طرح گو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصے تک چلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ پر بار بار زور دیا ہے کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی کے ساتھ ان تمام امور میں مشابہت حاصل ہے جو امور کی تکمیل اور خوبی پر دلالت کرتے ہیں۔ سوائے ان امور کے کہ جن سے بعض ابتلاء ملے ہوتے ہیں۔ ان میں علاقہ محمدیت، علاقہ موسویت پر غالب آجاتا ہے اور نیک تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مسیح اوّل صلیب پر لٹکایا گیا لیکن مسیح ثانی صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ کیونکہ مسیح اول کے پیچھے موسوی طاقت تھی اور مسیح ثانی کے پیچھے محمدی طاقت تھی۔ خلافت چونکہ ایک انعام ہے۔ ابتلاء نہیں۔ اس لئے اس سے بہتر چیز تو احمدیت میں آسکتی ہے جو کہ مسیح اول کو ملی لیکن وہ ان نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتی جو کہ مسیح اوّل کی امت کو ملیں۔ کیونکہ مسیح اول کی پشت پر موسوی برکات تھیں اور مسیح ثانی کی پشت پر محمدی برکات ہیں۔ پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصہ کے متعلق بحثیں شروع کر دیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی اس لمبے عرصے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا یہ کہاں تک ہے؟) اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہوگا بلکہ ایسے ہی وقفہ ہوگا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کے لئے قاعدہ نہیں تھا''۔

(الفضل 3؍اپریل 1952ء صفحہ 3)

تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ وضاحت میرے خیال میں کافی ہے کیونکہ آپ کو بہرحال اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملی تھی۔ ایسے خلیفہ تھے، مصلح موعودؓ تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کئے جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اور بہرحال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔ جہاں تک میرا سوال ہے، میری غلطیاں اگر نظر آتی ہیں تو مجھے بتائیں لیکن ہر جگہ بیٹھ کر یا خاص دوستوں میں بیٹھ کر، (بعض جگہ سے ایسی رپورٹیں مل جاتی ہیں) کسی کو باتیں کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس میں یہ کمی ہے یا یہ کمزوری ہے۔ اگر نیک نیّت ہیں تو مجھے بتائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ ''مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی

لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں

تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 390)

پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکامِ خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہِ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہو گا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اُترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رَش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافتِ احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں۔ تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔ پھر رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔ پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ پڑھیں۔ پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَيۡهِ۔

پھر درود شریف کافی پڑھیں۔ ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔ ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیّت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔

اس کے بعد اب میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں شر ہے تو استغفار کرے اور اسے نکال دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس قدر پھیل چکی ہے اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے کہ باوجود رابطوں کی سہولیات نہ ہونے کے ان شاء اللہ تعالیٰ خلافت سے دور ہٹانے کی کوئی سکیم، کوئی منصوبہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ضمناً یہ بتا دوں کہ گو میں مشرقی افریقہ کے تین ملکوں کا دورہ کر کے آیا ہوں اور وہاں اندرون ملک غریب جماعتوں تک پہنچنے کی کوشش بھی کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے ممالک مثلاً ایتھوپیا، صومالیہ، برونڈی، کانگو، موزمبیق، زیمبیا، زمبابوے وغیرہ کے لوگ بھی وفود کی شکل میں آئے ہوئے تھے اور ان سے بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ بعض لوگ تو سفر کی سہولتیں نہ ہونے اور کچی سڑکیں ہونے کے باوجود دو اڑھائی ہزار کلو میٹر کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ اور غربت کے باوجود اپنے خرچ کر کے آئے تھے۔ ان کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔ دنیاوی لیڈروں اور بادشاہوں کے لئے بھی لوگ جمع ہو جاتے ہیں لیکن بعض جگہ ان کو گھیر کے لایا جاتا ہے۔ پاکستان وغیرہ میں تو اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لے کر آجاتے ہیں اور جانے کے لئے پھر بیچاروں کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے ملک کے لوگ ہیں ان کے لئے اکٹھے بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا شخص جو نہ ان کی قوم کا ہے، نہ ان کی زبان جانتا ہے، نہ اور کوئی چیز کامن ہے اگر مشترک ہے تو ایک چیز کہ وہ احمدی ہیں اور خلافت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ تو اسی لئے وہ اس قدر تردّد کر کے آئے تھے اور یقیناً ان کو خلافت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی وجہ سے انہوں نے یہ اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ پس جب تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان تمام نعمتوں سے حصہ لیتی رہے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس کے رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جن کے بارہ میں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کو اخلاص ووفا اور اعمالِ صالحہ میں بڑھاتا چلا جائے اور ہمیشہ وہ خلافت سے جڑے رہیں۔ اس دورے کے دوران ایک افسوسناک سانحہ بھی ہوا جس کا طبیعت پر بڑا اثر رہا۔ زیمبیا سے ایک وفد آیا ہوا تھا واپس جاتے ہوئے ان کا ایک حادثہ ہوگیا جس میں ہمارے غانین معلم جو وہاں تعینات تھے ابراہیم صاحب، ان کے سمیت پانچ احمدی شہید ہوگئے۔ ان میں ایک غیر احمدی ڈرائیور بھی شامل تھا۔ لیکن اس حادثے نے ان کے ایمان میں کمزوری نہیں پیدا کی بلکہ ان بچنے والوں اور وفات یافتگان کے عزیزوں کا تعلق جماعت سے اور بڑھا ہے۔ اور انہوں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھا اور رضا سمجھا اور یہ اظہار کیا کہ موت تو کہیں بھی آ سکتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جو زندہ ہیں ان کو ایمان میں اور مضبوط کرے اور جو وفات یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ یہ جو ہمارے غانین مبلغ تھے بہت وفا کا تعلق رکھنے والے، بہت خوبصورت نوجوان تھے۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے ان کا مسکراتا چہرہ گھوم جاتا ہے اور ملاقات کے وقت یہ عزم کر کے گئے تھے کہ ہم نئے سرے سے جماعت کے پیغام اور تربیت کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ ان کے ساتھ ان کی بیچاری پوری فیملی گئی۔ ان کی بیوی اور دو بچے بھی سفر کر رہے تھے۔ موقع پر وہیں ان کی اہلیہ اور ایک بچہ بھی شہید ہوگئے۔ اور ایک بچہ جس کی عمر پانچ سال ہے بچ گیا تھا۔ تو بہرحال اس بچے کے ذہن پر بھی حادثے کا بہت اثر ہوگا۔ اس کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ ہر دکھ سے بچائے۔ ان سب کی میتیں غانا بھجوائی گئی ہیں جہاں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔ ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ ابھی جمعہ کی نماز کے بعد میں ان سب کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبّت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخوت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(از مجموعہ کلام ”ہے دراز دستِ دعا مرا“)

قسط دوم

خلافتِ ثانیہ میں فتنوں کا آغاز

اور

اہلِ پیغام کی سازشیں

مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ فرانکفرٹ

13 مارچ 1914ء بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ عین جمعہ کے وقت پر حضور خلیفہ اوّلؓ کا وصال ہوگیا یہ وقت جماعت پر ایک زلزلہ عظیمہ سے کم نہ تھا۔ خدشہ تھا کہ اب خلافت کا خاتمہ ہے اور جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا کیونکہ خلافتِ اولیٰ کے چھ سالہ دَور میں منکرینِ خلافت کا گروپ خفیہ طور پر جماعت مومنین کو خلافت سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن حضرت خلیفہ اوّل کی بزرگ اور بارُعب شخصیت اور ان کی روحانی راہنمائی کی وجہ سے جماعت کے افراد اتحاد اور بھائی چارے کے بندھن میں خلافت کی برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات پر خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے قدرتِ ثانیہ کی تجلّی کے ذریعہ مومنین کے دلوں پر تصرف کرکے انہیں حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف پھیر دیا۔ چنانچہ 14 مارچ 1914ء بروز ہفتہ قادیان میں قریباً دو ہزار احمدی احباب نے نماز عصر کے بعد مسجد نور میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو کثرتِ رائے سے خلیفۃ المسیح منتخب کرلیا۔ مولانا سیّد محمد احسن صاحب امروہیؓ نے جو جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے، نے کھڑے ہوکر تقریر کی اور خلافت کی ضرورت اور اہمیت بتاکر صاحبزادہ صاحب کا نام پیش کیا جس کے بعد ہر طرف سے حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب کی آوازیں اُٹھنے لگیں۔ لوگ چاروں طرف سے بڑے جوش و خروش سے بیعت کے لیے ٹوٹے پڑتے تھے۔ صاف نظر آرہا تھا کہ خدائی فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر اس مبارک وجود کی طرف لا رہے ہیں۔ جسے مسندِ خلافت پر بٹھانا منشاء ایزدی تھا۔ اس وقت شوق کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ چاروں طرف سے آواز اُٹھ رہی تھیں حضور ہماری بیعت قبول کریں، ہماری بیعت قبول کریں۔ اس وقت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے تو بیعت کے الفاظ بھی یاد نہیں اس پر مولوی سیّد سرور شاہ صاحبؓ نے کہا مَیں بیعت کے الفاظ بولتا جاتا ہوں آپ اسے دُہراتے جائیں۔ چنانچہ اس طرح حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوگئے جو لوگ حضورؓ کے قریب نہ آسکے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا کر ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ الحمدللہ کہ تمام جماعت مومنین کو خدا تعالیٰ نے خوف کی حالت سے نکال کر اَمن اور اِتحاد کے راستے پر ڈال دیا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین تھا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے چنانچہ آپؓ نے فرمایا:

''مَیں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا، مَیں کسی کو خلیفہ نہیں بناتا، میرا یہ کام نہیں، خلیفے اللہ ہی بناتا ہے، میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا''۔

(الحکم 28 فروری 1914ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 330)

یہاں ضروری ہے کہ بتایا جائے کہ منکرینِ خلافت کا حضرت مولوی صاحب کی وفات کے بعد کیا اعتقاد تھا وہ کس مایوسی اور تذبذب کا شکار تھے۔ اس بارے میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کا ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔ 1912ء میں چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ لندن میں رہائش پذیر تھے جبکہ خواجہ کمال الدین صاحب جو منکرینِ خلافت گروہ کے سرکردہ افراد میں سے تھے حضرت چودھری صاحب کے مکان میں آکر رہنے لگے۔ اس دوران ایک دن خواجہ صاحب نے مکرم چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ کو مخاطب کرکے کہا:

''نورالدین کے بعد خلافت کے متعلق بھی رَولا ہی پڑے گا۔ میاں محمود ابھی بچہ ہے۔ محمد علی بہت حساس ہے بات بات پر رو پڑتا ہے اور مَیں ہوں لیکن مجھ میں یہ نقص ہے کہ مَیں سچّی بات مُنہ پر کہہ دیتا ہوں۔ مجھ سے لوگ خفا ہوجاتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا خواجہ صاحب...... آپ کیوں فکر کرتے ہیں وقت آنے پر اللہ تعالیٰ جسے پسند فرمائے گا کھڑا کردے گا۔ اس پر خواجہ صاحب کہنے لگے ''یہ مفتی صادق کم بخت (حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

ہمارے خلاف سب کچھ شائع کر دیتا ہے۔ ہمارے حق کی کوئی بات نہیں لکھتا۔

(تحدیث نعمت صفحہ 46 بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 333)

خواجہ صاحب کے الفاظ کا بغور جائزہ لیں تو ان کی سوچ اور دلی خیالات کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ مفتی محمد صادق صاحبؓ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارہ میں کم بخت کا لفظ استعمال کرنا حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی وفات کے بعد جماعت کے افراد کا 'رولا' کے لفظ سے ذکر کرنا یعنی نعوذباللہ احباب جماعت سخت دشمنی اور خلافت کے حصول کے لیے باہم دست وگریباں ہوں گے اور رَولا پڑ جائے گا۔ پھر خلیفہ ثانیؓ کے بارہ میں بچہ کا لفظ استعمال کر کے خلافت کے امیدواروں میں سے ان کے نام کو خارج کر دینا اور مولوی محمد علی صاحب اور اپنے آپ کو خلافت کا خود بخود امیدوار نامزد کر کے بعض بشری کمزوریوں کی وجہ سے ردّ کر دینا ان تمام باتوں سے خواجہ صاحب کے خدا پر توکّل کا پول کھل جاتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور حوالہ کہ خدا قدرتِ ثانیہ کو ظاہر کر کے جماعت مومنین کو سنبھال لیتا ہے۔ اس پر کس قدر خواجہ صاحب کو ایمان تھا۔ یہ راز بھی کھل کر سامنے آ گیا۔ خلافت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے احبابِ جماعت سے خطاب فرمایا:

’’تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سُنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو...... اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ مَیں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ کوئی دعا ایسی نہیں کہ جس میں مَیں نے سلسلہ کے افراد کے لیے دعا نہ کی ہو۔ پھر سُنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں، آمین‘‘۔

(الفضل 21 مارچ 1914ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 342)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اس وقت آپ کی عمر صرف 26 سال کی تھی لیکن آپ کا ایمان تھا کہ جماعت کی ترقی اور اشاعتِ اسلام صرف خلافت کے ذریعہ ممکن ہے۔ اس غیر متزلزل ایمان نے آپ کو حوصلہ دیا اور آپؓ نے خداتعالیٰ کے حضور بے حد گریہ وزاری سے مسلسل دعائیں کیں۔ دوسری طرف وہ گروہ تھا جو خلافت کو مٹا کر انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین ثابت کرنے کے لیے دن رات کوشش کر رہا تھا اور یہ مہم جس کا آغاز حضرت خلیفہ اوّلؓ کے دَورِ خلافت میں ہی ہو چکا تھا مزید شدّت اختیار کر گئی۔ اس گروہ کی سرکردہ شخصیات میں مولوی محمد علی صاحب جو دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور انگریزی تفسیر قرآن کا کام کر چکے تھے پھر صدر انجمن کے سیکرٹری تھے اور جماعت میں ایک عزّت اور احترام کا بلند مقام رکھتے تھے۔ پھر آپ کے ساتھ خواجہ کمال الدین صاحب جو وکیل کے طور پر جماعت میں علمی شخصیت تھے اور رُعب رکھتے تھے۔ دن رات اس گمراہ کن اور زہریلے پراپیگنڈے میں مصروف تھے۔ پھر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب ہر قسم کے ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے پریس کے ذریعہ نیز پمفلٹ، سرکلر اور خطوط کے ذریعہ سارے ہندوستان میں یہ مشہور کر دیا کہ مرزا محمود نالائق ناتجربہ کار بچہ ہے۔ خلافت محض ایک ڈھونگ ہے اصل میں وہ ذاتی مفادات کی خاطر جماعت کو تباہ کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ منکرینِ خلافت نے سارے ہندوستان کی جماعتوں میں اپنے کارندے دَوڑا دیئے جو احبابِ جماعت کو خلافت کی بیعت سے روکتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نہ صرف راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر خدا کے حضور اس فتنہ کے شرّ سے جماعت کو محفوظ رکھنے کے لیے انتہائی گریہ وزاری کرتے رہے بلکہ اپنے خطبات، تقاریر اور درسوں میں منکرین خلافت کے باطل خیالات اور اعتقادات کا مدلّل جواب بھی دیتے رہے۔ آپ نے مختلف اوقات میں رسائل اور اشتہارات کے ذریعہ منکرین خلافت کے ہر اعتراض کا موثر جواب دیا۔ اس ضمن میں آپؓ کی طرف سے سب سے پہلا اشتہار جو شائع ہو کر جماعتوں میں تقسیم ہوا اس کا عنوان تھا ’’کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے‘‘ چنانچہ اس اشتہار کے چند منتخب فقرے معلومات کی خاطر یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

’’میرا دل اس تفرقہ کو دیکھ کر اندر ہی اندر گھلا جاتا ہے اور مَیں اپنی جان کو پگھلتا ہوا دیکھتا ہوں... اس لئے نہیں کہ تمہاری اطاعت میں شائق ہوں بلکہ اس لیے کہ جماعت میں کسی طرح اتحاد پیدا ہو جائے... خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خداتعالیٰ اپنے انتخابات میں غلطی نہیں کر سکتا اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آ سکتا جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلے کو قبول کرے۔ خدا نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اُسی کی مدد میرے شاملِ حال نہ ہو تو مَیں کچھ بھی نہیں کر سکتا... ان شاءاللہ آسمان سے میری مدد ہو گی... کاش میں اپنی موت سے پہلے دنیا کے دور دراز علاقوں میں صداقتِ احمدیت روشن دیکھ لوں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ... فتنے ہیں اور ضرور ہیں مگر تم جو اپنے آپ کو اتحاد کی رَسّی میں جکڑ چکے ہو خوش ہو جاؤ کہ انجام تمہارے لیے بہتر ہو گا تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو گے‘‘۔ (الفضل قادیان 25 مارچ 1914ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ 12-11)

فتنوں کی سرکوبی کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اہم رؤیا

حضرت مصلح موعودؓ نے 1913ء میں شملہ میں قیام کے دوران ایک رؤیا دیکھا جس میں آپؓ کو اطلاع دی گئی تھی کہ آپ پر خلافت کی بھاری ذمہ داری پڑنے والی ہے اور آپ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن آخر کار آپ کامیاب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ساری مشکلات دور کر دے گا۔ وہ رؤیا کچھ اس طرح ہے۔

’’مَیں نے دیکھا کہ کوئی بہت بڑا اور اہم کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے رستہ

میں مشکلات کے پہاڑ ہیں۔ مَیں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر جانا چاہتا ہوں۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ تمہیں پتہ ہے اس کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی رکاوٹیں ہیں۔ یہ راستہ بڑا خطرناک ہے۔ اس میں بڑے مصائب اور ڈراؤنے نظارے ہیں ایسا نہ ہو تم ان سے متأثر ہو جاؤ اور منزل پر پہنچنے سے رَہ جاؤ اور پھر کہا کہ مَیں تمہیں ایسا طریق بتاؤں جس سے تم محفوظ رہو۔ مَیں نے کہا ہاں بتاؤ۔ اس پر اس نے کہا بہت سے بھیانک نظارے ہوں گے مگر تم اِدھر اُدھر نہ دیکھنا اور نہ ان کی طرف متوجّہ ہونا۔ ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' کہتے ہوئے سیدھے چلے جانا۔ اُن کی غرض یہ ہوگی کہ تم ان کی طرف متوجّہ ہو جاؤ۔ اگر تم ان کی طرف متوجّہ ہو گئے تو اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رَہ جاؤ گے۔ اس لیے اپنے کام میں لگ جاؤ۔ چنانچہ مَیں جب چلا تو مَیں نے دیکھا کہ نہایت اندھیرا اور گھنا جنگل تھا۔ اور ڈر اور خوف کے بہت سے سامان جمع تھے۔ اور جنگل بالکل سنسان تھا۔ جب مَیں ایک خاص مقام پر پہنچا جو بہت ہی بھیانک تھا تو بعض لوگ آئے اور مجھے تنگ کرنا شروع کیا۔ تب مجھے معاً خیال آیا کہ فرشتہ نے مجھے کہا تھا کہ ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' کہتے چلے جانا۔ اس پر مَیں نے ذرا بلند آواز سے یہ فقرہ کہنا شروع کیا اور وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد پھر پہلے سے بھی زیادہ خطرناک راستہ آیا اور پہلے سے بھی بھیانک شکلیں نظر آنے لگیں حتّٰی کہ بعض سر کٹے ہوئے جن کے ساتھ دھڑ نہ تھے ہوا میں معلق میرے سامنے آئے اور طرح طرح کی شکلیں بناتے اور مُنہ چڑاتے۔ مجھے غصّہ آتا لیکن معاً فرشتے کی نصیحت یاد آجاتی اور مَیں پہلے سے زیادہ بلند آواز سے ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' کہنے لگتا اور پھر وہ نظارہ بدل جاتا یہاں تک کہ سب بلائیں دور ہو گئیں اور مَیں منزل پر خیریت سے پہنچ گیا''۔ (سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 4)

نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک مبارک خواب

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی دختر نیک اختر تھیں اپنے بچپن کا ایک خواب بیان کرتی ہیں جس میں ان کے بڑے بھائی حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں ایک بہت ہی مبارک پیشگوئی تھی اور وہ یہ کہ جو لوگ آپ کی دِلی اخلاص سے اطاعت کرتے ہوئے آپ کی بیعت کریں گے وہ ان لوگوں پر جو بوجہ علمی تکبّر اور جماعت میں اپنی اعلیٰ حیثیت و مرتبہ کی وجہ سے آپ کی بیعت سے انکار کریں گے اور دشمنی کریں گے ہمیشہ غالب رہیں گے اور یہ غلبہ عددی لحاظ سے بھی ہوگا اور دوسرے تمام امور میں بھی ہوگا۔ اموال اور اولاد میں برکت کے لحاظ سے بھی خدمتِ دین کے لحاظ سے بھی۔ چنانچہ آپ فرماتی ہیں:

''اپنے بچپن کا ایک خواب یاد آ گیا۔ مَیں نے ایک خواب میں دیکھا کہ ہمارے صحن کا کنواں لبالب پانی سے بھرا ہے اور ایک نوجوان نَو عمر جس کی پُشت سے بڑے بھائی صاحب (خلیفہ ثانیؓ) ہی معلوم ہوتے تھے۔ تیز تیز اس کنوئیں کے گرد گھوم رہا ہے اور اس کی زبان پر اونچی آواز سے یہ الفاظ جاری ہیں اِنِّیْ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ آنکھ کھلی تو میرے بڑے بھائی صاحب کا سَر (صرف شانوں تک) میرے تکیہ پر تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی شفقت سے فرمایا:

''یہ کشف تھا ڈرو نہیں بہت مبارک خواب اور کشف ہے''
(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 138)

چنانچہ یہ خواب حَرف حَرف پورا ہوا۔ آپؓ کو خدا تعالیٰ نے 52 سال خلافت کے ذریعہ ساری دنیا میں احمدیت کو پھیلانے کی توفیق دی اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت خلافت کی برکات کے نتیجے میں ساری دنیا میں پھیل چکی ہے اور دو سو سے زائد اقوام کے لوگ خلافت کے اس بابرکت چشمہ صافی سے پانی پی کر اپنی روحانی پیاس بجھا رہے ہیں اور آج منکرین خلافت اپنی حیثیت اور اہمیت کھو کر بطور احمدی کے اپنا تشخص بھی ضائع کر بیٹھے ہیں حضرت مصلح موعودؓ نے منکرینِ خلافت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم میرے خلاف جتنی چاہو الزام تراشی کر لو میری بیعت میں جو افراد ہیں ان کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ ملا لو لیکن یاد رکھو میرے ماننے والے ہمیشہ تم پر غالب آئیں گے کیونکہ یہ خداوند کی تقدیرِ اَزلی ہے آپ نے 1924ء میں جب آپ لندن میں ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے منکرینِ خلافت کو مخاطب کر کے فرمایا:

پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت سے
باندھ لو ساروں کو تم مکروں کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے میرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے
ماننے والے میرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے

منکرینِ خلافت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ

خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک خواب

مکرم چودھری ظفراللہ خان صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک ہیبت ناک رؤیا کا ذکر کیا ہے جس میں صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک منکرینِ خلافت بغاوت کا علم بلند کر کے جماعت میں تفرقہ کا باعث بنے ہیں اور خدا کے ہاں ان کے لیے عبرتناک سزا مقدر ہے۔ چنانچہ چودھری محمد ظفراللہ صاحب لکھتے ہیں:

''خواجہ صاحب اور مَیں ایک دفعہ سینما میں ملکہ الزبتھ کا ڈرامہ دیکھنے کے لیے گئے۔ اس میں ایک منظر یہ تھا کہ ارل آف ایسیکس کو بغاوت کے جُرم میں موت کی سزا ملتی ہے۔ ایک لکڑی کے چبوترے پر جلّاد کلہاڑی لئے کھڑا ہے۔ ایسیکس کو اس چبوترے پر لٹا دیا گیا اور اس نے اپنا سر لکڑی کے ایک بلاک پر رکھ دیا۔ جونہی جلّاد نے تصویر میں کلہاڑی اٹھائی کہ ایسیکس کا سر قلم کر دے تو خواجہ صاحب سخت دہشت زدہ ہو گئے اور نہایت اضطراب کی حالت میں مجھ سے کہنا شروع کیا کہ اُٹھو جلدی اُٹھو، یہاں سے نکل جائیں۔ چنانچہ میں بھی خواجہ صاحب کی

حالت دیکھ کر گھبرا گیا اور اُن کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر خواجہ صاحب نے مکان کا رستہ تو نہ لیا۔ ایک ایسی سڑک پر سراسیمگی کی حالت میں چلتے گئے جو دریا پار ایک کھلے علاقہ کی طرف جاتی تھی۔ کوئی نصف میل تک جاکر ان کی طبیعت سنبھلی تو اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا، تم کیا سمجھے میری پریشانی کی کیا وجہ تھی؟ مَیں نے کہا مجھے تو یہی خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ کو سردی سے کچھ تکلیف ہوگئی۔ خواجہ صاحب نے کہا، نہیں مجھے سردی سے تو اس ملک میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ میں تو اس منظر کو دیکھ کر ڈر گیا تھا۔ کیونکہ مجھے اپنا ایک خواب یاد آ گیا تھا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب مئی 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے مکانوں میں لاہور ٹھہرے ہوئے تھے۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اور مولوی محمد علی اور تین چار اور لوگوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے اور ہم سے کہا گیا کہ تم لوگوں نے بغاوت کی ہے، تمہیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ ہمیں ایک ایسے کمرے میں لے جایا گیا جو چیف کورٹ کے فرسٹ بنچ کے کمرے کی طرح ہے اور اس کے ایک طرف ایک چبوترے پر ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر بادشاہ بیٹھا ہے۔ مَیں نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ انہوں نے ہم سے مخاطب ہوکر کہا تم نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے، بتاؤ تمہیں کیا سزا دی جائے۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپ اب بادشاہ ہیں جیسے چاہیں، تجویز کریں۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا اچھا ہم تم کو جلا وطن کرتے ہیں۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت صاحب کی وفات ہوگئی اور مولوی صاحب خلیفہ ہوگئے۔ پھر دوسری دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ ہم پھر گرفتار کئے گئے ہیں اور مثلِ سابق ہماری پیشی بادشاہ کے سامنے ہوئی۔ اس دفعہ مولوی صاحب نے فرمایا تم نے دوبارہ بغاوت کی ہے۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ تمہارا سَر کاٹ ڈالا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں مجھے ایک ایسے ہی چبوترے پر لٹا دیا گیا جیسا اس تصویر میں تھا اور جلّاد نے کلہاڑی میری گردن پر چلائی جس سے مَیں سخت خوفزدہ ہوکر بیدار ہوگیا۔ اور بیدار ہوکر بھی بہت عرصہ اس خواب کی دہشت اور ہیبت مجھ پر طاری رہی۔ اب جو مَیں نے وہی نظارہ تصویر میں دیکھا تو ویسے ہی میری طبیعت پر خوف طاری ہوگیا۔ اور میں اس کی برداشت نہ کرسکا۔ (سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 345)

افسوس صد افسوس کہ خواجہ صاحب کو خداتعالیٰ نے اس واضح خواب کے ذریعہ متنبّہ کیا کہ وہ نظامِ جماعت کا انکار کرکے خداتعالیٰ کے نزدیک باغیانہ رویہ کے مجرم ہیں اور سزا کے قابل ہیں پھر بھی انہیں اپنی اصلاح کی توفیق نہیں ملی۔ قرآنِ کریم نے سچ فرمایا ہے۔ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔ (الصّف:6)

ترجمہ: جب اس کے باوجود وہ لوگ سیدھے راستہ سے بھٹک گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ اطاعت سے نکل جانے والوں کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

جب انسانی جسم سَر سے کاٹ دیا جائے تو بقایا جسم بالکل بے کار ہوجاتا ہے کیونکہ سَر کے اندر دماغ ہوتا ہے جو بادشاہ کی طرح جسم کے دوسرے اعضاء پر حکومت کرتا ہے۔ انسانی جسم کے تمام اعضاء باریک اعصاب کے ذریعہ دماغ سے منسلک ہوتے ہیں اور یہی باریک اعصاب دماغ کو ہر وقت سگنل دیتے ہیں۔ جن کو وصول کرکے دماغ جسم کے تمام اعضاء کو مختلف حالات میں مختلف ردِّ عمل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ نظامِ خلافت کا بھی بالکل یہی معاملہ ہے۔ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی ہر روز خلیفۂ وقت کو جس کی حیثیت نظامِ خلافت میں سَر کی ہے ساری دنیا سے اطلاعات دیتے ہیں اور خلیفۂ وقت خدا سے راہ نمائی حاصل کرکے احباب جماعت کو مختلف ردِّ عمل کی تلقین کرتا ہے۔ اگر سَر سلامت رہے اور جسم کے دوسرے اعضاء میں کوئی عُضو کٹ جائے تو زندگی کا تسلسل جاری رہتا ہے۔ انکارِ خلافت دَراصل احمدیت کے نظام میں سَر کاٹنے کے مترادف ہے اور خواب کے ذریعہ خواجہ صاحب کو سَر کاٹنے کی سزا کا ملنا اس طرف اشارہ ہے تھا کہ منکرینِ خلافت کا گروہ خواہ وہ کتنا ہی با اثر ہو انجامِ کار اس جسم کی طرح مردہ اور بے کار ہوگا جس کا سَر کاٹ دیا گیا ہو۔

تمکنت دیں کی بڑھ رہی ہے ابھی

بات سے بات چل پڑی ہے ابھی
میرے دل میں کہیں کمی ہے ابھی

چشمۂ نور میں نہا دھو کر
زندگی رُخ بدل رہی ہے ابھی

پاک یہ پانچواں خلیفہ ہے
تمکنت دیں کی بڑھ رہی ہے ابھی

ایک تاریخ پڑھ چکے ہم سب
ایک تاریخ بن رہی ہے ابھی

وقت کی آنکھ تو گواہی دے
سروں کی فصل کٹ رہی ہے ابھی

صبر ایوب ہم نے دُہرایا
کشتئ نوح چل رہی ہے ابھی

عبدِ منّانؓ تیرے ہونٹوں پر
مسکراہٹ کہ کھیلتی ہے ابھی

کہکشاؤں میں بھر دیئے یوسفؓ
چشمِ یعقوب میں نمی ہے ابھی

ہو مبارک سعید احمدؓ کو
جس کی پھر نسل چل پڑی ہے ابھی

اے مسیحا کے ماننے والو!
زندگی موت میں چھپی ہے ابھی

موت اِس زندگی پہ نازاں ہے
زندگی خود پہ ہنس رہی ہے ابھی

یہ تو قربانیوں کے تحفے ہیں
کہکشاں ہے کہ سج رہی ہے ابھی

رات کی قید میں اُجالے ہیں
رات بھی دن کو دیکھتی ہے ابھی

آلِ یاسر کو ہو نوید جنہیں
داد جنت سے مل رہی ہے ابھی

حق کی توحید کی بلالی صدا
دشت و صحرا میں گونجتی ہے ابھی

(مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب، ہالینڈ)

خلیفہ منتخب ہوتا ہے

یا

اسے اللہ تعالیٰ بناتا ہے؟

(مکرم ہادی علی چوہدری صاحب، مربی سلسلہ
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا)

کہا جاتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسانوں کے چناؤ سے ایک شخص منتخب ہو اور اسے خدا تعالیٰ کا انتخاب قرار دے دیا جائے؟ جسے اللہ تعالیٰ قائم فرماتا ہے اسے انسان تو منتخب نہیں کرتے؟ روحانی منصب تو اللہ تعالیٰ براہِ راست عطا فرماتا ہے۔

یہ جو بات کی جاتی ہے کہ روحانی منصب پر اللہ تعالیٰ براہِ راست کسی کو مامور فرماتا ہے، یہ بظاہر اور عموماً خلافتِ راشدہ کے ساتھ نہیں ہے۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمائے ہیں اور آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جو خلافتِ راشدہ قائم ہوئی اس کی طرز کیا تھی؟ وہ کس طرح قائم ہوئی اور اس کا قیام کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوا؟

قبل اس کے کہ ہم اس کے تفصیلی مطالعہ کی طرف جائیں۔ایک الٰہی سنّت جو اللہ تعالیٰ مادی دنیا کے مناظر میں پیش فرماتا ہے، اگر اسے زیرِ غور لائیں اور اس الٰہی سنّت یا الٰہی تقدیر کے عمل کو سمجھ لیا جائے تو خلافت کے الٰہی نظامِ قیام کی بھی سمجھ آجاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ۔ (الشوریٰ:50)

ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے۔

اس کی یہ عطا قابلِ غور ہے کہ وہ کس طرح اولاد عطا کرتا ہے؟ حالانکہ یہ مادی عطائیں ہیں جو انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں مگر عطا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح جتا کر پوچھتا ہے کہ

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ۔
ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ۔
(الواقعہ:65-64)

ترجمہ: اس کو تو دیکھو جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو۔کیا یہ تم بوتے ہو یا ہم بونے والے ہیں۔

چنانچہ مادی زندگی اور مادی چیزوں کی یہ مثالیں جب اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے اور ان کو صرف اپنی طرف ہی منسوب کرتا ہے تو کیا روحانی زندگی کے معاملات، قوانین اور رونما ہونے والے واقعات میں اسی سنّتِ الٰہیہ کا کوئی دخل نہیں ہے؟ جو شخص یہ سوال کرتا ہے کہ انسانوں کا منتخب شدہ شخص اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کس طرح ہو سکتا ہے، کیا اس کے پاس اپنے اس سوال کے پیشِ نظر مذکورہ بالا مادی اور دنیوی مثالوں کی تکذیب کا بھی کوئی جواز موجود ہے؟

اسی تسلسل میں روحانی نظام کی مثال بھی ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں جب مٹھی بھر کنکریاں دشمن پر پھینکی تھیں۔اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى
(الانفال: 18)

ترجمہ: وہ کنکریاں تو نے نہیں، ہم نے ماری تھیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پھینکی ہوئی کنکریاں اللہ تعالیٰ نے کس طرح پھینک دیں؟ اسی طرح بیعت کے وقت بیعت کنندگان کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ
(الفتح:11)

اور پھر وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ
(النساء:81)

ترجمہ: جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا۔

یہ سب کچھ کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔ یہ سب حقیقتیں سمجھ لی جائیں تو یہ بھی سمجھ آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے انتخاب کو کس طرح اپنا انتخاب قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ہم ہی انہیں خلیفہ بنائیں گے۔

الغرض یہاں یہ پہلو مدّنظر رکھنا ضروری ہے کہ بچوں کی پیدائش کا معاملہ ہو یا کھیتی اُگانے کا، ان کے لئے صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔جس طرح ایک بانجھ مرد یا

عورت بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور سیم زدہ یا بنجر زمین کھیتی اگانے کی صلاحیت نہیں رکھتی اسی طرح نبوّت کے ذریعہ قائم شدہ جماعت جو ایمان اور عملِ صالح کی صلاحیت والی نہیں ہوتی، اس میں اللہ تعالیٰ کی خلافت کا قیام بھی ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے منکروں میں اس کا قیام ناممکن ہے۔ قرآنِ کریم میں یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صلاحیّت والے مومنوں میں خلافت قائم کرتا ہے۔

تجزیاتی منظر

اللہ تعالیٰ جب لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فرماتا ہے تو یہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ خود خلافت قائم کرے گا۔ یعنی خلیفہ بنانا اس کا کام ہے، کسی دوسرے ذریعہ سے اس کا قیام ممکن نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ خلافت وہ خود قائم کرے گا یا وہ خود خلیفہ مقرر فرمائے گا تو اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ کس طرح خلیفہ بناتا ہے یا خلافت کا قیام کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے؟ اور وہ کون سے عوامل یا وجوہات ہیں جن کی بناء پر ہم اس عقیدہ پر قائم ہوتے ہیں کہ واقعۃً خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو دیکھتے ہیں تو اس کے حسبِ ذیل رُخ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ

1: بحیثیتِ بشر خلیفہ ایک انسان ہوتا ہے اور ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے ہی بنایا ہے۔ کائنات اور دنیا کی تمام مخلوقات، مثلاً انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، جمادات، مٹی، پانی، آگ، ہوا، سورج، چاند، ستارے وغیرہ وغیرہ کی طرح انسان بھی خدا تعالیٰ ہی کی تخلیق ہے۔ لہٰذا خلیفہ بھی ایک انسان ہے جسے خدا تعالیٰ نے عام انسانوں کی طرح بنایا ہے۔ یعنی جسمانی اور بشری تخلیق کے اعتبار سے دیگر انسانوں میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر یہ سب کچھ ایسا ہے تو پھر ہم امتیازی طریق پر یہ کیوں کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

2: پھر یہ رخ سامنے آتا ہے کہ خلافت ایک منصب ہے۔ اس پہلو سے جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسانوں کے مختلف منصب بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہوتے ہیں مثلاً قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا۔

(المائدہ: 21)

ترجمہ: اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔

تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ۔ (آل عمران: 27)

کہ اللہ جسے چاہتا ہے، فرمانروائی عطا کرتا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ بادشاہت بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی صفات بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہیں۔ وہی کسی کو انتظامی صلاحیّت اور اختیارات ودیعت کرکے اسے دوسروں کا انتظام وانصرام عطا کرتا ہے۔ عام انسان خدا تعالیٰ کی عطا کردہ صفات کے مدِّنظر اپنے ہر منصب کو محض خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا قرار دے کر اس کے فضلوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ مثلاً ایک سائنسدان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سائنسدان بنا ہے۔ کوئی ڈاکٹر ہو یا افسر، وہ یہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ مقام عطا کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یعنی انسان کو ہر خوبی، توفیق اور منصب خدا تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور ان صفات کی بناء پر اسے کوئی منصب نصیب ہوتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہوتا ہے۔ وہ کسی کو بادشاہ بنا کر فرمانروائی عطا کرتا ہے تو کسی کو وزیر بنا دیتا ہے۔ کسی کو اموال میں کثرت عطا کرکے اسے دوسروں پر فضیلت بخشتا ہے تو کسی کو تجارتوں، جائیدادوں اور جاگیروں کا مالک بنا کر اسے معاشرہ میں مالی لحاظ سے بلند مقام نصیب فرماتا ہے۔ قرآنِ کریم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ہر نعمت اور فضیلت جو انسان کو عطا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اگر اسی طرح خلافت کا قیام خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس زاویہ سے بھی اس کی انسانوں کے دیگر منصبوں، فضیلتوں اور عطاؤں پر بظاہر کوئی امتیازی حیثیّت معلوم نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم خاص طور پر یہ کیوں کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

3: تیسری صورت یہ ہے کہ اگر خلافت کو ایک صفت قرار دیا جائے۔ اس صورت میں بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ تمام انسانوں کو ہر قسم کی صفات کی عطا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب ہوتی ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی خاص صفت یا وصف سے نوازا ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر صفات کا حامل انسان پایا جاتا ہے۔ اگر عملاً ایسا ہے تو پھر ہم خاص طور پر خلیفہ کے لئے یہ کیوں کہتے ہیں کہ اسے خدا تعالیٰ نے بنایا ہے یا قائم کیا ہے؟

یہ تین پہلو ہیں جو اس مسئلہ پر تجزیاتی بحث کے متقاضی ہیں۔ ان کے صحیح اور درست منظر کھل جائیں تو اس اعتقاد، عقیدہ اور ایمان پر تسلّی ہوتی ہے کہ خلافت کو اللہ تعالیٰ ہی قائم فرماتا ہے اور خلیفہ بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں بنا سکتا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اس پہلو سے خلیفہ بحیثیتِ بشر اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ (الکہف: 111) ہی کا مصداق ہے۔ یعنی وہ تخلیق کے لحاظ سے عام انسانوں میں سے ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اور بشریت کے لحاظ سے دیگر انسانوں سے کوئی الگ یا مافوق البشری حیثیت نہیں رکھتا۔ مگر ایک پہلو سے وہ لازماً ممتاز ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور تائید ونصرت کے ساتھ دیگر برکاتِ الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے۔ اس کا یہ امتیاز نبوّت کی نیابت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔

دوسرے پہلو کا جواب یہ ہے کہ دیگر سب منصب اور فضیلتیں ایسی ہیں جن کو ختم کرنے کا اختیار خود اس شخص کو بھی ہوتا ہے جو اس کا حامل ہے یا پھر دوسرے بھی اس سے وہ منصب یا فضیلت واپس لینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ مادی دنیا کے منصبوں میں ایسا ہوتا ہے۔ مگر روحانی دنیا میں جب ہم خلافت کو ایک منصب قرار دے کر کہتے ہیں کہ یہ منصب خدا تعالیٰ نبوّت کے ظلّ میں اور اس کی نیابت میں اسے عطا کرتا ہے تو اس وجہ سے کوئی دوسرا اس سے یہ منصب واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نہ ہی وہ شخص جسے

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ٔراشد بنایا ہو خود اس عطا کو واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ یہ ایسا اصول ہے جس کو انتہائی واضح رنگ میں حضرت عثمانؓ نے اُمّت کے سامنے ایک قانون اور اُصول کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے منافقین کی طرف سے معزولی کے گمراہ کن مطالبہ کو انتہائی استقلال سے ردّ کیا اور فرمایا:

مَا كُنْتُ لِاَخْلَعَ سِرْبَالًا سَرْبَلَنِيهِ اللّٰهُ تَعَالٰى

(تاریخ الطبری ذکر الخبر عن قتل عثمانؓ۔ 35ھ)

کہ میں وہ لباس کس طرح اتار سکتا ہوں جو خود اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے۔ اسی طرح دورِ آخرین میں حضرت حکیم نورالدّین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی بڑی تحدّی کے ساتھ اسی مذکورہ بالا سچائی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے..... خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ نے معزول کرنا ہو گا تو مجھے موت دے گا تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کر دو تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے''۔ (الحکم 21 جنوری 1914ء)

پس خلافتِ راشدہ کی یہ ایک ایسی امتیازی خصوصیّت ہے جو اس منصب کو دیگر تمام منصبوں اور فضیلتوں سے اس وجہ سے ممتاز کرتی ہے کہ کوئی اس سے یہ عطا واپس نہیں لے سکتا۔ یہ ایک بنیاد ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔

جہاں تک تیسرے پہلو کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صفت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلیفہ کے اندر اپنی خاص عطا سے وہ صفات رکھ دیتا ہے جن کی نشاندہی اس نے بنیادی طور پر آیت استخلاف میں کی ہے۔ مثلاً وہ حصارِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی سند ہے۔ وہ تمکنتِ دین اور استحکامِ اسلام کا ذریعہ ہے۔ وہ امن کی ضمانت ہے۔ وہ عبادت کے قیام اور شرک سے بچاؤ کی سبیل ہے۔ اطاعتِ رسولؐ، قیامِ صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور رحمتِ خداوندی کا امین ہے۔ وہ باطل کے مقابلہ پر سپر ہے۔ وغیرہ، وہ علامات ہیں جو آیتِ استخلاف اور اس سے منسلک آیات سے ماخوذ ہیں۔ علاوہ ازیں اس کی دیگر صفات جو مختلف مأخذوں سے معلوم ہوتی ہیں، یہ ہیں کہ وہ انوار و برکاتِ نبوّت کا عکّاس ہے۔ وہ وجہ یکجہتی و اتّحاد ہے۔ وہ مومنوں کا محبوب و مطاع ہے۔ وہ قلوبِ مومنین پر نزولِ ملائکہ کا سبب ہے۔ وہ تائیدِ خداوندی کا مَورد ہے۔ وہ تجدیدِ دین کا ذمہ دار ہے اور قبولیّتِ دعا کا وسیلہ ہے وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی خاص عطا سے یہ ایسی غیر معمولی اور ممتاز صفات ہیں جن سے ایک خلیفہ ٔراشد متّصف و مزیّن ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ صفات نہ انسان اپنی جدوجہد، مجاہدوں اور ریاضتوں سے حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ انہیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور سرچشمہ سے پا سکتا ہے۔ مثلاً فرشتوں کا بھیجنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور وہ نبی کے بعد خلیفہ ٔراشد کے ذریعہ مومنوں پر اترتے ہیں۔ جیسا کہ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف منافق اُٹھے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے انہیں تنبیہ کی کہ خلافت کا وجود تائید و عونِ ملائکہ کا سبب ہے۔ فرمایا:

''اگر تم نے (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا تو وہ تلوار جو اس وقت نیام میں ہے، بے نیام ہو جائے گی اور پھر وہ قیامت تک نیام میں نہ جا سکے گی۔ اگر تم نے (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا (اور خلافت کو پامال کرنے کی کوشش کی) تو یاد رکھنا کہ مدینہ جس کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے گھیرے ہوئے ہیں وہ مدینہ چھوڑ جائیں گے''۔

(طبری ذکر الخبر عن قتل عثمان بن عفّان۔ 35ھ)

اسی طرح دعاؤں کا سننا اور انہیں قبولیت کا شرف بخشنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور وہ خلیفہ ٔراشد کی دعائیں بھی امتیازی طور پر قبول فرماتا ہے اور اس کے وسیلہ سے مومنوں کی دعاؤں کو بھی شرف قبولیّت بخشتا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے''۔ (منصبِ خلافت، انوار العلوم جلد2 صفحہ 32)

اسی طرح خدا تعالیٰ جسے اپنا خلیفہ بناتا ہے اسے ایک اور امتیازی صفت بھی عطا کی جاتی ہے جو بغیر خدا تعالیٰ کے انتخاب، اصطفاء اور اس کی عطا کے ممکن ہی نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس کے دل پر حق کی خاص تجلی ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 230-229)

علیٰ ہٰذا القیاس بعض خاص صفات میں خلیفہ راشد دیگر افراد امّت سے جو مختلف صفاتِ حسنہ سے متّصف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا کردہ الگ شان اور امتیازی مقام رکھتا ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے اور دنیا میں ایسی نظیریں موجود ہیں کہ غیر نبی کو بعض صلاحیتوں یا صفات میں نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے یا غیر خلیفہ کو خلیفہ ٔراشد پر۔ مگر جزوی فضیلت بہر حال ایک جزوی بات ہے۔ اس کی وجہ سے کسی کا نبی یا خلیفہ سے افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

خلافت صفاتِ الٰہیہ اور صفاتِ حسنہ کے آئینہ میں

یہ بھی ایک اصولی بات ہے کہ خلیفہ ٔراشد کی یہ الگ شان اور اس کا یہ امتیازی مقام اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ صفات الٰہیہ اور تمام انسانی صفات حسنہ میں اس دَور کے جملہ انسانوں کے مقابل پر ایک جامعیت اور مکمل توازن رکھتا ہے۔ صفات حسنہ میں مکمل توازن عطا کرنا سوائے خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے کسی اور کا کام نہیں ہے۔ صفات کا یہ مجموعی توازن اس کے اندر وہ خاصیّت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت خدا تعالیٰ کی صفات کے قریب ترین وجود ہو جاتا ہے۔ پس وہی ہے جو نبوّت کے بعد خدا تعالیٰ کی جملہ صفات کا سب سے زیادہ مظہر بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی نظر انتخاب اس کو چن لیتی ہے لہٰذا اس کا انتخاب خدائی انتخاب قرار پاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں''۔

(الفرقان، مئی، جون 1967ء صفحہ 37)

(بشکریہ: احمدیہ گزٹ کینیڈا، باقی آئندہ، ان شاءاللہ)

مدبّر احمد خان

قسط چہارم

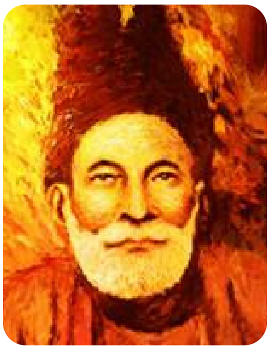

مثنوی قادر نامہ

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے سات بچے تھے لیکن افسوس ان میں سے کوئی بھی پندرہ ماہ سے زائد تک نہ جیا اور غالبؔ لاولد ہی مرے۔ اپنی اسی تنہائی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر غالب نے زین العابدین خاں عارف کو متبنّٰی بنا لیا تھا جو ان کی بیوی کے بھانجے تھے۔ لیکن عین شباب کے عالم میں پینتیس سال کی عمر میں، عارف بھی وفات پا گئے، اور انہی عارف مرحوم کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کے لیے غالب نے 'مثنوی قادر نامہ' لکھی تھی۔ دراصل یہ مثنوی ایک طرح کی لغت نامہ ہے جس میں غالبؔ نے عام استعمال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی یا اردو مترادف بیان کیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو سکے۔

صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا
جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا

وہ چراوے باغ میں میوہ جسے
پھاند جانا یاد ہو دیوار کا

پل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ
ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا

شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ
آج عالم اور ہے بازار کا

لال ڈگی پر کرے گا جا کے کیا
پل پہ چل ہے آج دن اتوار کا

گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلاؤں تمہیں
کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا

واہ بے لڑکے پڑھی اچھی غزل
شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا

تو سنو کل کا سبق آ جاؤ تم
پوزی افسار اور دمچی پاردم

چھلنی کو غربال پرویزن کہو
چھید کو تم رخنہ اور روزن کہو

چہ کے معنی کیا چگویم کیا کہوں
من شوم خاموش میں چپ ہو رہوں

باز خواہم رفت میں پھر جاؤں گا
نان خواہم خورد روٹی کھاؤں گا

فارسی کیوں کی چرا ہے یاد رکھ
اور گھنٹالا درا ہے یاد رکھ

دشت صحرا اور جنگل ایک ہے
پھر سہ شنبہ اور منگل ایک ہے

جس کو ناداں کہیے وہ انجان ہے
فارسی بینگن کی باذنجان ہے

جس کو کہتے ہیں جمائی فازہ ہے
جو ہے انگڑائی وہی خمیازہ ہے

یارہ کہتے ہیں کڑے کو ہم سے پوچھ
پاڑ ہے تالار اک عالم سے پوچھ

جس طرح گہنے کی زیور فارسی
اس طرح ہنسلی کی پرگر فارسی

بھڑ کی بھائی فارسی زنبور ہے
دسپنا انبر ہے اور انبور ہے

فارسی آئینہ ہندی آرسی
اور ہے کنگھے کی شانہ فارسی

پینگ انگوزہ ہے اور ارزیر رانگ
ساز باجا اور ہے آواز بانگ

زوجہ جورو یزنہ بہنوئی کو جان
خشم غصے اور بد خوئی کو جان

لوہے کو کہتے ہیں آہن اور حدید
جو نئی ہو چیز اسے کہیے جدید

ہے نوا آواز ساماں اور اول
نرخ قیمت اور بہا یہ سب ہیں مول

سیر لہسن ترب مولی ترہ ساگ
کھا بخور برخیز اٹھ بگریز بھاگ

روئی کی پونی کا ہے پاغند نام
دوک تکلے کو کہیں گے لا کلام

گیتی اور گیہاں ہے دنیا یاد رکھ
اور ہے نداف دھنیا یاد رکھ

کوہ کو ہندی میں کہتے ہیں پہاڑ
فارسی گلخن ہے اور ہندی ہے بھاڑ

ڈاکٹر نجم السحر صدیقی
Rüsselsheim

27 مئی، یومِ خلافت

ذِمّہ داریوں کو سمجھنے کا عظیم دن

26 مئی 1908ء جماعت احمدیہ کی تاریخ میں وہ دن ہے جس میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی بنیاد رکھنے والے امام آخرالزماں، وقت کے مہدی و مسیح وموعود حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تھا۔ یہ تو اللہ ربّ العزّت کا قانون ہے کہ ہرنفس کو موت کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے اور ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا سے کوچ کرنا پڑتا ہے۔ چاہے وہ کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ، جرنیل یا اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین نبیؑ ہی کیوں نہ ہو۔ پر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے یہ پختہ وعدہ بھی کرتا ہے کہ اگر وہ نیک اعمال بجالاتے رہے تو وہ نبیوں کے جانے کے بعد خلافت کے ذریعہ مومنوں کی جماعت کے خوف کے دنوں کو امن میں بدل دے گا۔ اور اس دن بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ ایک طرف پوری جماعت اپنے پیارے امام کے انتقال پر غموں سے نڈھال تھی اور دوسری طرف جماعت کے مخالفین خوشیاں منا رہے تھے کہ اب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب یہ جماعت بکھر جائے گی۔ پر اللہ تعالیٰ جو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا، نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتقال کے دوسرے ہی دن حضور علیہ السلام کے عزیز ترین ساتھی حضرت الحاج مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کو جماعت احمدیہ کا پہلا خلیفہ چن لیا اور مومنین کی جماعت کے خوف و حزن کو امن میں بدل دیا اور دشمن کو ناکام اور نامُراد کر دیا۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت ہوا تھا۔ بہت سے لوگ مرتد ہوگئے تھے صحابہ بھی غم کے مارے نڈھال تھے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا

اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں اَمن کی حالت میں بدل دے گا۔ (النور:56)

ٹھیک اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور اُمتی نبی کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی دوسری قدرت دکھائی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب میں قدرتِ ثانیہ کا نام دیا ہے۔ حضورؑ نے اپنی وفات سے قبل اپنی کتاب رسالہ الوصیت میں فرمایا تھا۔

قدرت ثانیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قدرتِ ثانیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

’’سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی

خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305،306)

‘‘مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے‘‘۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-305)

لہٰذا 26 مئی کا دن حضور علیہ السلام کے وصال کا دن اور 27 مئی جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کا دن ہے۔ یہ دن ہم سب کی زندگیوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہم اس دن یوم خلافت مناتے ہیں تاکہ اس موقع پر جماعت کو خلافت کی اہمیت اور خلیفہ کا مقام لوگوں کو بتایا جائے تاکہ لوگ اپنے پورے دل سے خلیفہ کی اطاعت کریں اور اس نعمت کا شکر کریں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اور یہ خلافت کا سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے گا اور مخالفینِ احمدیت ہمیشہ ناکام ونامراد رہیں گے، ان شاءاللہ۔

خلافت کی اہمیت اور خلفاء احمدیت کی نصیحتیں

خلافت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بہت عظیم نعمت ہے جو جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی ہے ہم سب اس نعمت کا جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے، خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے اور اُن کے مشن کو بھی آگے لے کر چلتا ہے اور لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خلافت کی اہمیت کا اندازہ آنحضور ﷺ کی اس حدیث سے بخوبی پتہ چلتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔

(مسند احمد حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

ذرا غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دنیا کا امن و امان خلافت سے ہی وابستہ ہے۔ حضور ﷺ نے کس قدر سخت الفاظ میں فرمایا ہے کہ اگر تم میں خلافت قائم ہو تو اس کو مضبوطی سے تھام لینا اور کبھی مت چھوڑنا چاہے تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

آج دنیا میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں وہ اپنے امام کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں ہم وہ خوش نصیب لوگ ہیں کہ جنہیں خلافت کی نعمت نصیب ہوئی ہے۔ آج دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز عالمی تشخص حاصل ہے جس کی وجہ خلافت ہے کیونکہ پوری جماعت ایک خلافت کے ماتحت کام کرتی ہے۔

اسلام کے عالمگیر غلبہ اور ترقی کے لیے خلافت ایک بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ خلافت کے ذریعے ہی نبی کے کام کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ درسِ توحید کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچے اور آج ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ کس طرح ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا میں اَمن کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور ان شاءاللہ تاقیامت خلفائے احمدیت کے ذریعے دینِ اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پھیلتا رہے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ خلافت کی اہمیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

‘‘خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعے اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعے سے اسلام ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ خداتعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خداتعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا۔ حال ہی میں ایک صاحب کا خط آیا ہے وہ لکھتے ہیں مَیں نے ایک شخص کو تبلیغ کی، وہ کہتا ہے اگر تمہارے موجودہ خلیفہ کے بعد بھی سلسلہ قائم رہا تو میں بیعت کرلوں گا...... مَیں تو مَر جاؤں گا لیکن میرے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائمقام ہوں گے۔ ان کے متعلق (بھی) اسی طرح کیا جائے گا اور یاد رکھو اگر یہ جڑ رہی تو سب کچھ رہے گا اور ہماری جماعت دن بدن ترقی ہی کرتی رہے گی‘‘۔

(درس القرآن صفحہ 72 مطبوعہ نومبر 1921ء)

ہماری ذمہ داریاں، خلفائے احمدیت کی نصیحتیں

27 مئی 1908ء کا وہ دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک نیا باب رقم کرنے کا اہم ترین دن تھا جس دن اللہ نے اپنے مسیح موعودؑ کو اپنے پاس بُلا لیا اور اپنے وعدے کو پورا کیا اور خلافت جیسی عظیم نعمت سے جماعت احمدیہ کو قائم رکھا۔ اب ہر احمدی کی ذمہ داری ہے

کہ وہ خلافت احمدیہ سے اپنا تعلق مضبوط رکھے اور سچے دل سے خلیفہ وقت کی اطاعت کرے۔ اسی میں ہماری ترقی اور بھلائی کے سامان پوشیدہ ہیں۔ ان ذمہ داریوں کے بارے میں محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب اپنی ایک کتاب میں تمام احباب جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’آیئے ان ذمہ داریوں کا علم حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ان بزرگ بندوں کے آگے زانوئے تلمذ طے کریں جن کا معلّم اور مربی خود خدائے علیم وخبیر ہوتا ہے۔ میری مراد اس دَور میں جماعت احمدیہ کے اندر قائم ہونے والے ان خلفائے کرام سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔ ان خلفائے عظام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اس منصب کے لیے چنا اور اس کی ایک غالب تقدیر نے خلافت کا تاج ان کے سروں پر رکھا۔ خدا ان کا معلّم اور راہنما بنا اور ان کو علم وعرفان کی دولت سے مالامال کیا۔ آیئے سنیئے کہ خدا کے ان برگزیدہ بندوں نے مشفق ومہربان ناصح کے طور پر کن الفاظ میں افراد جماعت کو خلافت کے تعلق میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ عرفان وحکمت پر مبنی یہ وہ سنہری الفاظ ہیں جو خدا کے بندوں کے منہ سے نکلے اور جن میں ہماری روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

(نظام خلافت صفحہ نمبر 76-75)

بطور نمونہ چند ارشادات ونصیحتیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’مَیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے ... چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے، تمہارے تمام ارادے اور خواہشات مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 131)

ایک اور موقع پر حضور نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے۔ اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہیئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہوگیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے! تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے! اللہ سے ڈرو! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا‘‘۔ (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 425)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو۔ اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں۔ اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو۔ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کرسکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27؍اگست 1937ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 4؍ستمبر 1937ء صفحہ 8)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

’’جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کرسکتا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 1946ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 20؍نومبر 1946ء صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافتِ راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے‘‘۔

(تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد صفحہ 114)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔ پس اس نعمت کو یاد رکھیں۔ اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جاسکتے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 10؍جون 1990ء، الفضل 7؍اگست 1991ء)

ایک اور جگہ فرمایا:

’’قیامت تک کے لیے خلافت سے اپنا دامن اس مضبوطی سے باندھ لیں کہ جیسے عروۃ وثقیٰ پر ہاتھ پڑ گیا ہو جس کا ٹوٹنا مقدر نہیں ... پس آپ اگر خلافت کے ساتھ رہیں گے تو خلافت لازماً آپ کے ساتھ رہے گی اور یہی دونوں کا ساتھ ہے جو توحید پر منتج ہوگا‘‘۔

(بحوالہ ماہنامہ خالد مئی 1994ء صفحہ 4-2)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خلافتِ احمدیہ سے منسلک ہونا ہر احمدی پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اگر ہم اس ذمہ داری کو ادا کریں گے تو تبھی ہم اس احسان کا حق ادا کرسکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا... اگر نماز، زکوٰۃ، حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں، حقوق العباد کی ادائیگی نہیں تو پھر جیسا کہ ذکر ہوا اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرنے والے نہیں بن سکتے۔ پس صرف اپنی تاریخ سے واقفیت حاصل کرلینا اور یومِ خلافت منالینا کافی نہیں ہے جب تک ہم حقیقی عبد نہیں بن جاتے۔ (خطبہ جمعہ 28 مئی 2021ء)

ایک اور جگہ حضور انور نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔

(احباب جماعت کے نام خصوصی پیغام، روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

مزید فرمایا:

ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں... اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

آج ہر خیر و برکت خلافت سے ہے
فتحِ اسلام بھی اب خلافت سے ہے
روشنی چار سو اب خلافت سے ہے
زندگی میں روانی خلافت سے ہے
امن عالم خلافت کی اطاعت سے ہے
مومنوں کو مسرت خلافت سے ہے

(عطاء الحئی ناصر)

پس 27 مئی 1908ء وہ عظیم دن ہے جس دن میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوئی اور ایک کے بعد ایک عظیم ترین ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے منصبِ خلافت پر فائز کیا جن کی دن رات کی انتھک محنت اور دعاؤں سے آج اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور جماعت احمدیہ کے مخالفوں کو منہ کی کھانی پڑ رہی ہے اور ان شاءاللہ آگے بھی ہماری جماعت کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا۔

بس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور ان کے خلفائے کرام کی پیاری نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنی چاہییں اور خلافت سے مضبوط تعلق قائم کرنا چاہیے۔ ایسا تعلق جیسا کہ پروانے کا شمع سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفۂ وقت کا مقام اور اس کی اہمیت کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے اور ہم حضور کی حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والے بن جائیں، آمین۔

خلافت کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے۔ آخر میں مَیں اپنا مضمون حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس پُر زور دعا پر ختم کروں گی جو آپ نے یومِ خلافت کی مناسبت سے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2021ء کو کی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ سلسلہ کی پوری ترقی کے نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہدوں کو پورا کرنے والا بنائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پورا ہونے کا نظارہ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ ہماری عبادتیں، ہماری نمازیں، ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ ہم خلافت کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں اور اس بارے میں اپنی نسلوں کو بتانے والے ہوں تا کہ قیامت تک ہماری نسلیں اس نعمت سے فیضیاب ہوتی چلی جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے والا بنائے،

آمین ثم آمین۔

خلافت تمکنت اور وحدتِ امت کی ضامن ہے

خلافت کیا ہے اک فضلِ عظیمِ ربِّ رحماں ہے
سراسر نور و رحمت علم و حکمت کا گلستاں ہے
خلافت حرزِ جان و نورِ عین ہر مسلماں ہے
خلافت پاسبان امت فخر رسولاں ہے
خلافت جلوہ ہائے قدرت ثانی کی حامل ہے
خلافت نصرت و تائید ربانی کی حامل ہے
خلافت درس گاہ علم و عرفان الٰہی ہے
خلافت اس زمیں پر آسمانی بادشاہی ہے
خلافت پرتوِ فیضان و انوار نبوت ہے
نظام اس کا سراسر عکس دربارِ نبوت ہے
خلافت تمکنت اور وحدتِ امت کی ضامن ہے
سکینت، استقامت عزم اور ہمت کی ضامن ہے
خلافت لاجرم حصن حصین اہل ایماں ہے
خدائے ذوالمنن کا اک عظیم الشان احساں ہے
خلافت اہلِ ظلمت کے لیے اک ماہِ کامل ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ملت کے ہر اک فرد کا دل ہے
نظام مرکزی ہے یہ محمدؐ کی شریعت کا
کناروں تک زمیں کے دیں کی تبلیغ و اشاعت کا

(مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب مرحوم)

قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ کے مراحل

(تحقیق: مکرم شیخ عبدالحنان صاحب، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی)

قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ پر ہونے والے علمی و تحقیقی کام پر قریباً نو برس لگے، اس کے مختلف مراحل کی رپورٹس اخبار الفضل ربوہ میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ قارئین کی معلومات کے لئے یہ رپورٹس پیش خدمت ہیں۔ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مرحوم مبلغ انچارج احمدیہ مشن سوئٹزرلینڈ تحریر کرتے ہیں:

"یورپ کی مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم 1945ء میں کرائے گئے تھے۔ لیکن تا حال ان کے شائع ہونے کا انتظام نہیں کیا جا سکا۔ اس سلسلہ میں سب سے ضروری قدم یہ ہے کہ تراجم پر نظرِ ثانی کی جائے اور عربی متن کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ کیونکہ بغیر اس کے ترجمہ نقائص سے خالی نہیں۔ جرمن ترجمہ پر نظر ثانی کا کام پچھلے سال شروع کیا گیا تھا اور اس سال فروری تک سورہ المائدہ تک نظر ثانی کی گئی۔ اس کے بعد بقیہ حصہ پر برادرم ہر عبداللہ کیو لپے نے زبان کے لحاظ سے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور خاکسار اب عربی کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہے۔ ماہ جولائی میں بیشتر حصہ کام کا ختم ہوا اور اُمید ہے کہ چند ہفتوں تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ العزیز۔ اس کے بعد ایک آخری نظر کے بعد کام کا یہ مرحلہ پایہ تکمیل تک پہنچ سکے گا۔ خداتعالیٰ اگلا قدم جلد اُٹھانے کی توفیق دے۔ تاہم اسے شائع کر سکیں۔

(روزنامہ الفضل لاہور مؤرخہ 17 اگست 1949ء صفحہ 6)

نظر ثانی کی تکمیل

ایک سال تک مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے بے حد محنت کے ساتھ قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ کی آخری نظر ثانی کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور اس کے بعد بعض متعلقہ مضامین کے ترجمہ کا کام شروع کیا۔

(روزنامہ الفضل لاہور 13 مئی 1950ء صفحہ 3)

اس اہم کام کی عظمت و اہمیت اور اس کی تکمیل کے مختلف مراحل کے بارہ میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب لکھتے ہیں:

"خداتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس امر کی توفیق عطا فرمائی کہ اس کے مقدّس کلام قرآنِ کریم کا ترجمہ جرمن زبان میں مکمل ہو کر شائع ہو۔ اس کام کی اہمیت کا مقابلہ صرف کام کی نزاکت سے کیا جا سکتا ہے۔ کام کو شروع کرنے سے قبل اگر وہ تمام مشکلات یکدم سامنے آ جاتیں۔ جن سے رفتہ رفتہ کام کے دوران میں دوچار ہونا پڑا۔ تو شاید اس عظیم الشان کام کو ہاتھ میں لینے کی ڈھارس نہ بندھتی۔ لیکن خداتعالیٰ کی حکمت سے کام ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ میں اور دوسرے سے تیسرے مرحلہ میں محض اس کی رہنمائی میں تکمیل کی طرف جاتا رہا اور جب یہ کام ختم ہو گیا۔ تو اس بات کا یقین نہ آتا تھا کہ کام فی الواقع ختم ہو گیا ہے۔

احباب کو معلوم ہے کہ قرآنِ کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم 1945ء کے لگ بھگ انگلستان میں ایک کمپنی کے ذریعہ کرائے گئے تھے۔ لیکن کئی وجوہ سے وہ اس قابل نہ تھے کہ انہیں چھپوایا جائے۔ قرآنِ کریم کا ترجمہ خواہ اپنے دیئے ہوئے مسوّدہ کے مطابق ہی کیوں نہ کیا گیا ہو۔ اس وقت تک قابل اعتماد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک اس کے ایک ایک لفظ پر اصل عربی متن کے ترجمہ کی عبارت کا بار بار مقابلہ نہ کیا جائے۔ اور اگر وہ ترجمہ کسی اور زبان سے کیا گیا ہے تو یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر عربی زبان کا ایک محاورہ مثال کے طور پر انگریزی میں ادا کیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ اس مفہوم کو کماحقہ ادا نہ کر سکے جو مفہوم کہ عربی عبارت ادا کرتی ہے لیکن یہ ایک مجبوری ہو گی۔ اس نقص کو بسا اوقات یونہی چھوڑ دینا پڑے گا اور بعض اوقات اس خامی کو زائد الفاظ کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اسی کے مقابلہ میں یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ کمی جو انگریزی زبان میں تھی، ایک تیسری زبان میں نہ ہو۔ بلکہ اس زبان میں بعینہٖ وہی محاورہ پایا جاتا ہے۔ جو عربی میں ہے لیکن جسے انگریزی زبان ادا نہ کر سکی تھی یا جس کے ادا کرنے کے لیے انگریزی زبان میں زائد الفاظ کو استعمال کرنا پڑتا تھا۔ ایسے تمام مقامات میں اگر لفظ بلفظ انگریزی مسوّدہ کی اِتّباع کی جائے تو نہ صرف یہ کہ ترجمہ ناقص رہے گا بلکہ یہ ممکن ہے کہ وہ تیسری زبان میں اس سے بھی زیادہ بھدّا نظر آئے گا جتنا کہ وہ اصل ترجمہ کے مسوّدہ میں تھا۔

لہٰذا یہ ضروری تھا کہ سارے ترجمہ پر اس لحاظ سے نظر کی جائے کہ ایسے مقامات میں خاطر خواہ اصلاح ہو جائے۔ غیر ضروری خامیاں دور ہو جائیں۔ علاوہ ازیں ہر زبان کے خواص کے مطابق بسا اوقات ایک مفہوم محض اس وجہ سے سلاست کے پایہ سے گر جاتا ہے یا غلط ہو جاتا ہے کیونکہ دونوں زبانوں میں Cases مختلف ہوتے ہیں۔ اب اس باریکی کو تبھی جانچا جا سکتا ہے جب ترجمہ کرنے والا قرآنِ کریم کو سمجھنے کی بھی قابلیت رکھتا ہو اور اسلام کی تعلیم سے بھی عام رنگ میں واقف ہو۔ اس غرض کے لیے بھی ضروری تھا کہ ترجمہ پر از سر نَو کام کیا جائے۔

تیسری اہم بات جرمن زبان کے علم کے متعلق تھی۔ اگر عربی دان تو میسر ہو لیکن جرمن جاننے کی قابلیت اس درجہ کی نہ ہو کہ اس زبان کی باریکیوں پر عبور حاصل ہو تو پھر بھی کام ناقص رہے گا۔ اس تمام کام کے لیے بہت وقت درکار تھا۔ لیکن جب اسے آخری وقت میں ہاتھ میں لیا گیا تو وقت کی قلت کے باعث کام کی مشکلات معمول سے بھی زیادہ ہوگئیں کیونکہ قلیل ترین وقت میں اسے ختم کرنا تھا۔

کئی سال ہوئے اس ترجمہ پر خاکسار نے ایک نظر عربی متن سے مقابلہ کر کے کی تھی۔ انہی دنوں ایک جرمن صاحب نے عام زبان کے لحاظ سے اس پر نظر دوڑائی تھی اور بہت سے مقامات پر ہم دونوں نے مل کر اصلاح کی تھی کیونکہ اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف زبان متعلقہ کا ماہر موجود ہو بلکہ قرآنِ کریم کی واقفیت رکھنے والا بھی ساتھ ہو ورنہ اصلاح کردینے کے باوجود کام تسلی بخش نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے مقامات پر اصلاح مختلف رنگوں میں ہوسکتی ہے۔ زبان کے لحاظ سے وہ سب پہلو درست ہوتے ہیں لیکن اصل عربی متن کے لحاظ سے صرف ایک پہلو ہی درست ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ محض اہلِ زبان نہیں کرسکتا۔

اس مرحلہ کے بعد خاکسار نے محسوس کیا کہ ابھی کام پر ایک اور نظر ہونی چاہیے چنانچہ اس غرض کے لیے خاکسار نے ایک اور نظر کروائی اور یہ سمجھا گیا کہ ترجمہ اب پریس میں دینے کے قابل ہوگیا ہے لیکن جب 1952ء کے آخر میں خاکسار نے پھر ترجمہ دیکھا تو بوجہ جرمن زبان کی زیادہ واقفیت کے اس امر کا شدت سے احساس ہوا کہ ابھی یہ کام تسلی بخش نہیں۔ چنانچہ خاکسار یہاں کے مشہور ترین اخبار کے عملہ سے واقفیت کی بناء پر ان لوگوں کے پاس گیا کہ ہمارے ترجمہ پر نظر ثانی کی جائے۔ ان کے محکمہ اصلاحات کے چیف کے ساتھ خاکسار کی واقفیت کرا دی گئی اور ان صاحب نے اپنے ایک معتبر کارکن کے سپرد یہ کام کیا۔ ہم دونوں پہلے اپنے طور پر نظر ثانی کرتے اور پھر مل کر مختلف مقامات پر بحث کرتے تھے۔ کام کی رفتار سست تھی۔ تاہم اس رنگ میں کام ہونے کے بغیر ترجمہ چھپنے کے قابل نہ تھا لہٰذا صبر اور برداشت کے ساتھ پوری محنت کے ساتھ کام کرلیا گیا اور جس حد تک بھی اس قلیل وقت میں ہم ترجمہ کو بہتر بنا سکتے تھے، اپنی طرف سے پوری کوشش کی گئی۔ 1953ء میں خاکسار کو کم از کم چار بار ہر مرتبہ نئے سرے سے نظر ثانی کرنے کا موقع ملا۔ تب جاکر کہیں مسوّدہ پریس میں دینے کے قابل ہوا۔ اس امر کا ذکر بھی ضروری ہے کہ اس مسوّدہ پر جرمنی کے ایک مستشرق صاحب (موصوف کا نام ڈاکٹر ابیل تھا جنہوں نے حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے ساتھ 1955ء کے دورہ کے دوران ہمبرگ میں ایک طویل ملاقات بھی کی تھی) کے ذریعہ بھی ایک سرسری نظر کروائی گئی اور ان کی تجویز کے مطابق خاکسار نے ایک بار پھر سارے کام پر نظر دوڑائی۔

یہی حالت دیباچہ کے کام کے متعلق تھی بلکہ اس کا اکثر حصہ تو از سر نَو تیار کرنا پڑا اور جن صاحب کی امداد زبان کے بارہ میں خاکسار کو حاصل تھی انہوں نے نہایت اخلاص کے ساتھ بے لَوث رنگ میں خاکسار کے ساتھ تعاون کیا۔ خداتعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اب ان صاحب کو عربی زبان سیکھنے کا شوق ہوگیا ہے اور خاکسار سے وہ عربی کے اسباق لیتے ہیں۔

جب مسوّدہ پریس میں دینے کے قابل ہوگیا تو پھر پروف ریڈنگ کا کام شروع ہوا۔ خاکسار اس پختہ رائے پر قائم تھا کہ پروف ریڈنگ کے کام میں محنت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونا چاہیے کیونکہ طباعت کی غلطیاں جنہیں ہم دور کرسکتے ہیں اگر چھپی ہوئی کتاب میں پائی جائیں تو عوام کے نزدیک کام کی وقعت نہیں رہتی۔ خداتعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار نے اس کام کو اپنی طرف سے صحت کے انتہائی معیار کے مطابق کیا ہے اور اس امر سے خوشی ہے کہ دن رات کی محنت بالآخر کتاب کے ظاہری حسن وزیبائش کی ضمانت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔

خداتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس اہم، نازک اور مشکل کام کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اے خدا! تو اس حقیر خدمت کو قبول فرما اور دنیا کے جس طبقہ کے لیے یہ ترجمہ شائع کیا گیا ہے اس کے دلوں میں قرآنی تعلیمات کو سمجھنے اور قبول کرنے کی اہلیت پیدا فرما کہ بجز اس اہلیت کے یہ دل آسمانی ہدایت سے کورے ہیں۔ حکمت کی باتیں ان کے لیے جائے تمسخر ہیں اور ایمان پیدا کرنے والا کلام ان کے نزدیک پرانے قصے ہیں۔ ان لوگوں کی بڑھتی ہوئی مادی ترقی ان کی روحانیت کو مسخ کر رہی ہے۔ ان کی ظاہری زندگیوں کی ظاہری روشنی انہیں اس دھوکہ میں ڈال رہی ہے کہ انہیں باطنی نور کی ضرورت نہیں یا یہ کہ باطنی نور اور علم لدنی اور آسمانی ہدایت کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ پس اے خدا! تو ان لوگوں کے دلوں کے تالے کھول۔ تاکہ وہ تیرے کلام کو پڑھ سکیں۔ اسے سمجھ سکیں۔ اور اسے قبول کرسکیں، آمین اللّٰھم آمین۔

(روزنامہ الفضل 10 جون 1954ء صفحہ 5)

قرآنِ کریم کی طباعت کے دوران مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو متعدد بار ہالینڈ بھی جانا پڑا جہاں سے اس کی طباعت ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں اس کی طباعت کے ساتھ ہی آپ نے اس کی تشہیر کے لئے اخباری ایجنسیوں اور نمائندوں سے روابط کئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

ماہِ فروری (1954ء) کے شروع میں خاکسار اس سلسلہ میں دوسری بار ہالینڈ گیا۔ اس کام کی تکمیل پر جرمنی کے راستے واپس سوئٹزرلینڈ آیا۔ پہلے ایک کانفرنس دی ہیگ میں منعقد کی گئی جس میں پریس کے ڈائریکٹر نے پہلا مجلد نسخہ اخبار نویسوں کی موجودگی میں خاکسار کو دیا۔ اس طریق سے قرآنِ کریم کی تیاری کی خبر مختلف ممالک میں پھیل گئی۔ ہمبرگ میں خاکسار برادرم چوہدری عبداللطیف صاحب کی معیت میں مختلف اخبار نویسوں سے ملا اور انہیں کام کی نوعیت سے آگاہ کرکے کتاب پر ریویو لکھنے کی درخواست کی گئی۔ سوئٹزرلینڈ واپس آ کر مختلف پریس ایجنسیوں کو خبر بہم پہنچائی گئی۔ اخبارات کو ریویو کے لیے نسخے بھجوائے گئے۔

(روزنامہ الفضل لاہور یکم ستمبر 1954ء صفحہ 6)

بھولے گا نہ وہ لمحہ شورِ قیامت

سانحہ 28 مئی 2010ء (گڑھی شاہو دارالذکر، لاہور)

مکرم شیخ وجیہ اللہ صاحب، Darmstadt

سانحہ 28 مئی 2010ء سے پہلے میں گذشتہ ڈیڑھ سال سے جمعہ کی نماز دارالذکر مسجد (گڑھی شاہو) لاہور میں ادا کر رہا تھا۔ 28 مئی کو بھی معمول کے مطابق میں ایک بج کر پچیس منٹ پر مسجد پہنچا۔ میرے ساتھ میرے چچازاد بھائی مکرم شیخ عظمت صاحب اور آفس کے مینیجنگ ڈائریکٹر مسعود احمد بھٹی صاحب بھی تھے۔ مَیں مسجد دارالذکر کے مین ہال میں داخل ہوا اور معمول کے مطابق جمعہ کی نماز سے قبل سنتیں ادا کیں اور امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم شیخ منیر احمد صاحب کے بالکل پیچھے پانچویں صف میں بیٹھ گیا۔ مکرم مرزا ناصر محمود صاحب مربی سلسلہ ضلع ابھی جمعہ کے خُطبہ کے لئے ڈائس پر کھڑے ہوئے ہی تھے۔ سورہ فاتحہ مکمل کی اور خلافت کے عنوان پر خطبہ شروع کیا۔ ”خلیفہ خُدا بناتا ہے اور خلیفہ خُدا کا جانشیں ہوتا ہے“ اتنے میں فائرنگ کی آواز آئی اور یہ آواز بڑھتی ہی چلی گئی جیسے کوئی ہمارے قریب آ رہا ہو۔ یہ ایک بج کر چالیس منٹ کا وقت ہو گا۔ مربی صاحب نے اعلان کیا تمام دوست زمین پر لیٹ جائیں۔ تمام افراد اپنی اپنی جگہوں پر وہیں لیٹ گئے۔ کچھ لوگوں نے مسجد کے مین ہال کی لائیٹس بند کرنا شروع کر دیں۔ خُدام نے بھاگ کر ہال کا دروازہ بند کیا۔ میں ہال کے پچھلے کونے کی جانب چلا گیا اور درود شریف کا ورد کرنے لگا۔ اچانک ایک دَستی بم محراب کی طرف امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کے پاس گرا اور بہت زوردار دھماکہ ہوا جس سے محترم امیر صاحب اور نائب امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور شدید زخمی ہو گئے۔ دَستی بم پھٹنے کے بعد میں نے باقی لوگوں کے ساتھ مل کر ہال کے دروازے کھولے اور جس کو جہاں جگہ ملی وہ وہاں چلا گیا۔ میں باہر صحن میں لجنہ ہال کی پچھلی سیڑھیوں کے نیچے جاکر بیٹھ گیا۔ یہاں ہم تقریباً 30 افراد موجود تھے جبکہ نمازیوں کی ایک بڑی تعداد تہ خانے اور مربی ہاؤس پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس دوران دہشت گرد مسجد کے مینار والی سیڑھیوں سے فائرنگ کرتا ہوا چھت پر چلا گیا۔ 15 منٹ گزر چکے تھے اور بہت سارے نمازی زخمی حالت میں مدد کا انتظار کر رہے تھے۔

حملہ آور مسجد کے بیرونی اطراف میں بھی فائرنگ کرتے رہے تا کہ باہر سے کوئی شخص ہماری مدد کے لئے اندر نہ آسکے۔ ہم مسلسل دعائیں اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں میرے ساتھ بیٹھے ایک شخص کو فون آیا کہ ہماری دوسری مسجد (بیت النور ماڈل ٹاؤن) پر بھی حملہ

ہوگیا ہے۔ہم اپنی پریشانی بھول کر دوسرے دوستوں کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے دعائیں مانگنے لگ گئے۔

اُس روز میرا موبائل گاڑی میں رَہ گیا تھا اس لئے میں نے کسی سے موبائل لے کر اپنے گھر فون کیا اور اپنی بہن اور فیملی کے ساتھ آخری کال سمجھ کر باتیں کرنے لگا اور اُن کو ہمیشہ کے لئے میں نے خُدا حافظ کہہ دیا کیونکہ حملہ آور اب ہماری جانب بڑھ رہے تھے اور زندہ بچنے کے کوئی آثار نہیں نظر آرہے تھے۔

ہر طرف خون ہی خون تھا اور گولیوں اور دھماکوں کے دھوئیں سے تمام فضاء بدبودار اور آلودہ ہو چکی تھی۔ ہم ایک دوسرے کو تسلّی دینے لگے اور دعائیں کرنے لگے۔ہم نے ریسکو (1122)، پولیس ہیلپ لائن اور سیکورٹی کے دوسرے اداروں کو فون ملانے کی بہت کوشش کی مگر اُس دن موبائل Network ٹھیک کام نہیں کر رہے تھے اور ہمارا رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔اتنے میں مَیں نے ایک بہت عجیب سا منظر دیکھا کہ مجھ سے تھوڑا دور ایک بزرگ مین ہال کی سیڑھوں پر بیٹھے مسکراتے ہوئے موبائل پر بات کر رہے تھے اور اپنے گھر والوں کو تسلّی دے رہے تھے کہ فکرمند نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن اچانک دہشت گرد نمودار ہوا اور اُس نے میری آنکھوں کے سامنے اُن بزرگ کو انتہائی بے دردی سے سر پر گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

پھر یکدم بہت بڑے زوردار دھماکے سے مسجد کی عمارت لرز اُٹھی۔ مجھے ایسا لگا جیسے ابھی عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ دھماکے کے بعد اچانک خاموشی ہوگئی اور ہم سمجھے کہ شاید دہشت گرد اپنا کام تمام کر چکے ہیں لیکن اگلے ہی لمحے بہت قریب سے فائرنگ کی آواز سنائی دی اور ایک دہشت گرد کو مَیں نے صحن میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔اس نے ہماری طرف دَستی بم پھینکا۔

ہم نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی مگر دَستی بم پھٹ گیا۔ مَیں نے نظر دوڑائی تو اپنے دوستوں کو خون میں لت پت پایا۔ دَستی بم کے شیل لگنے سے میری ٹانگ بھی زخمی ہوگئی۔ اندازاً 10 افراد مسجد کے جدید ہال کے دروازے کی سیڑھوں کے نیچے بیٹھ گئے۔ پھر دہشت گرد مسجد کے مرکزی ہال میں گیا اور زخمی لوگوں کو چُن چُن کر مارنے لگا۔ مَیں صحن میں موجود ایک پودے کے پیچھے بیٹھ گیا۔ میرے پیچھے بھی تقریباً پانچ افراد بیٹھے تھے۔ اتنی دیر میں ہال کی جانب سے دہشت گرد فائرنگ کرتا ہوا ہماری طرف باہر صحن میں آگیا۔ ایک شخص زخمیوں کے لئے پانی لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے ہی اُس درندے کی نظر پڑی تو اس نے اندھا دھند گولیاں چلائیں اور وہ معصوم شخص وہیں اپنی زندگی کی بازی ہار گیا۔ اُس وقت مجھے ایک لمحے کے لئے ایسا لگا کے آج ہم سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ مَیں جس جگہ بیٹھا تھا وہ مربی ہاؤس کے دروازے سے چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ مَیں وہ سخت بے بسی کی حالت بیان کرسکوں۔ بے بسی سے میری آنکھوں سے آنسو رَواں تھے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے میں اپنے بھائیوں کو ایک ایک کر کے شہید ہوتا دیکھ رہا تھا۔ میرے پاس بیٹھے دو بزرگوں نے مربی ہاؤس میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر دہشت گرد نے مُڑ کر دیکھا اور ان پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دونوں بزرگ شدید زخمی ہوگئے اور دس منٹ تک مسلسل خون بہنے کے باعث اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مَیں صحن میں پانی کے کولرز کے پیچھے ایک چھوٹی گلی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اُس گلی میں بھی کافی افراد موجود تھے کہ اچانک دوسرا حملہ آور (داڑھی والا) وہاں آنکلا اور گیٹ کے پاس آکر گلی میں چھپے افراد کی طرف دَستی بم پھینکا۔ دَستی بم کے زمین پر گرتے ہی زوردار دھماکہ ہوا جس سے مسجد کا پچھلا حصہ لرز کر رَہ گیا۔ گوشت کے لوتھڑے دور دور تک بکھر گئے۔ دیواریں سرخ ہوگئیں اور ہر طرف خون پھیل گیا۔

میں نے ایک بار پھر گھر آخری فون کیا۔ میرا منہ قبلہ کی جانب تھا۔ فون بند کرتے ہی مَیں نے وہیں بیٹھے نماز پڑھنی شروع کی اور دعائیں کرنے لگا۔ آج بھی مجھے وہ دُعا اچھی طرح یاد ہے ’’اللہ تعالیٰ آج ہم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔ کیا کوئی بھی احمدی آج زندہ نہیں رہے گا؟ یا اللہ کوئی تو ہو جو ہماری لاشوں کو باہر نکال سکے۔ اگر آج مجھے شہادت دینی ہے تو صرف ایک آخری دُعا ہے کہ گولی ایسی جگہ لگے کہ اگلا لمحہ میرا تیرے دربار میں ہو۔ لیکن جس طرح میرے پاس دو بزرگ تکلیف سے تڑپتے ہوئے شہید ہوئے ہیں، مجھے بس ویسی تکلیف سے بچالے‘‘۔ ابھی مَیں یہ دُعا کر رہا تھا کہ دہشت گرد ہال کے اندر واپس چلے گئے اور فائرنگ کرتے رہے۔ مَیں نے اپنی نماز مکمل کی یہ تقریباً سہ پہر تین بجے کا وقت ہوگا۔ اچانک بارش شروع ہوگئی۔ دہشت گرد اندر ہال میں جاکر اُونچی آواز میں کچھ عربی کے الفاظ بھی پڑھ رہے تھے۔ دہشت گرد مینار کی طرف دروازے سے واپس ہال سے باہر نکلے اور باہر نکلتے ہوئے اُن درندوں نے مسجد میں 8-9 دَستی بم پھینکے اُن دَستی بموں کے دھماکوں سے مسجد اِس زور سے لرزی کہ ایسے لگا جیسے قیامت آگئی ہو۔ دھماکوں کی آواز سے میرے کان سُن ہو چکے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ مسجد ابھی گر جائے گی۔ مگر محض خُدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی دیواریں کھڑی رہیں۔ اِن دھماکوں کے بعد مسجد کے مرکزی ہال سے کالا اور سرخ دھواں باہر کی طرف آرہا تھا۔ مسجد کے قالین کو بھی آگ لگی ہوئی تھی۔

میں نے باقی وقت اُسی پودے کے پیچھے درود شریف پڑھتے گزارا۔ صحن میں ایک لفٹ تھی۔ اُس لفٹ کے پیچھے بھی دو بزرگ زخمی حالت میں بیٹھے تھے اور ان کا کافی خون بہہ رہا تھا۔ کالج کا ایک لڑکا اُن کے لئے ہر دس، پندرہ منٹ کے بعد باتھ روم سے پانی لاکر انہیں پلاتا رہا۔ فائرنگ اور دھماکوں کو مزید ایک گھنٹہ گزر چکا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے آج وقت تھم سا گیا ہو۔ ایک ایک منٹ سالوں کے برابر لگ رہا تھا۔

اچانک مَیں نے دیکھا کہ دونوں دہشت گردوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے آپ کو خودکُش جیکٹ سے اڑا لیا۔ زوردار دھماکہ ہوا اور یہ خودکش دھماکہ بہت شدّت کا تھا۔ تقریباً شام پانچ بجے ریسکو (1122) کے دو جوان مجھے ہال میں رینگتے

ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے آواز دی کہ کوئی زندہ ہے؟ کوئی زندہ ہے؟ مَیں نے ہاتھ کھڑا کیا، انہوں نے مجھے مین گیٹ کی طرف آنے کا اشارہ کیا، یہاں سے باہر نکلو۔ مَیں فوراً آگے بڑھا اور صدر صاحب دارالذکر کے ساتھ مل کر مین گیٹ کھولا۔ اُس وقت صدر صاحب کی کمر سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر میرے پیچھے چھپے لوگ بھی باہر آگئے، ہم لوگوں نے مین گیٹ کی سیڑھیاں پار کیں تو اتنے میں پولیس کی فورس کے چند لوگ ہماری طرف آئے۔

میں نے قائد صاحب ضلع لاہور مکرم عبدالعلی خان صاحب کو باہر نکل کر بتایا کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد تہ خانہ، مربی ہاؤس، جدید ہال والے گیٹ اور لجنہ کے آفس کی سیڑھیوں میں موجود ہے، پہلے ان کو نکالیں۔ ابھی میں قائد صاحب کو بتا ہی رہا تھا، کہ چھت سے پھر فائرنگ کی آواز آنے لگی۔ میں مسجد سے باہر نکلا اور نکلتے ہی گھر فون کر کے خیریت بتائی۔ فون کرنے کے بعد میں اچانک بے ہوش ہوگیا۔

ایمبولینس میں میری دو تین دفعہ آنکھ کھلی تو میری زُبان پر یہی کلمات جاری تھے کہ ''یہ کیا ہوگیا، سب لوگ کیسے ہوں گے، امیر صاحب کیسے ہیں؟'' مَیں ہسپتال نیم بیہوشی کی حالت میں پہنچا اور پھر کچھ دیر بعد مکمل بیہوش ہوگیا۔ میری آنکھ تقریباً شام سات بجے کھلی۔ اُس وقت میرے دونوں ہاتھوں میں ڈرپ لگی ہوئی تھی اور میری دائیں ٹانگ سے شلوار اوپر کی تھی اور زخم پر پایوڈین دوائی لگی ہوئی تھی۔ ڈاکٹرز نے بتایا کہ دستی بم کے شیل لگے ہیں لیکن خطرے کی بات نہیں جلد ٹھیک ہو جائیں گے لیکن اگر درد نہ رُکے تو ایکسرے کریں گے۔ الحمدللہ چند دن بعد درد ختم ہوگیا اور زخم بھی آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگے۔ میرے بستر کے دائیں بائیں ہر طرف اپنے ہی لوگ تھے جو انتہائی زخمی حالت میں تھے کسی کا بازو نہیں تھا اور کسی کا سر پھٹنے کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرے آفس کے ڈائریکٹر مسعود احمد بھٹی صاحب شہید ہوگئے ہیں اور میرے انکل لعل خان صاحب بھی ماڈل ٹاؤن حملے میں شہید ہو چکے ہیں۔ میرے لئے یہ بہت مشکل وقت تھا۔ مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے ہم اکٹھے مسجد میں نماز کے لئے آئے تھے اور یہ اچانک کیا ہوگیا۔ ہسپتال میں جتنا بھی وقت گزرا وہ انتہائی صبر آزما تھا۔

تدفین شہداء ربوہ

خاکسار 28 مئی کو رات، اپنے انکل لعل خان اور مسعود احمد بھٹی صاحب کے جنازوں کے ساتھ تدفین کے لئے ربوہ روانہ ہوگیا۔ میرے انکل لعل خان صاحب کے تینوں بیٹوں کے چہرے پُر امن نظر آرہے تھے۔ خاکسار شہید کی فیملی کے ہمراہ تدفین کے لئے ربوہ صبح چار بجے پہنچا۔ پہلے اجتماعی نماز جنازہ میں 14 افراد کی نماز جنازہ پڑھی گئی جن میں میرے انکل کا نام بھی شامل تھا اور جب تمام شہداء کے نام پکارے جا رہے تھے تو سب نام اپنے ہی لگ رہے تھے اور سب کو مَیں جانتا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے یہ سب میرے اپنے ہوں۔

نمازِ جنازہ کے بعد میں تدفین کے لئے شُہدا کے قبرستان پہنچا۔ وہاں امیر مقامی و ناظر اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے تدفین کے بعد دُعا کروائی۔ اِسی طرح خاکسار نے جنازے کے اگلے گروپ میں بھی شمولیت کی۔ جس میں 12 شہداء کی تدفین کی گئی۔ خاکسار دو گروپس کے جنازوں میں شمولیت کے بعد واپس لاہور آ گیا۔

مسجد دارالذکر میں وقارِ عمل

29 مئی 2010ء کو میں ربوہ سے واپس اپنے گھر لاہور آ گیا تھا۔ ناظم وقارِ عمل ضلع مکرم وسیم احمد بٹ صاحب نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ قائد صاحب خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی ہدایت کے مطابق دونوں مسجدوں میں صفائی مَیں نے کروانی ہے۔ میرے لئے یہ بہت مشکل وقت تھا۔ ایک طرف تو میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مَیں اپنے شہید بھائیوں کا خون اپنے ہاتھوں صاف کروں گا اور ساتھ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ صفائی کیسے ہوگی۔ مَیں یہ سب کیسے دیکھ پاؤں گا۔ خاکسار نے درود شریف پڑھا اور سعادت سمجھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بیت النور ماڈل ٹاؤن اور دارالذکر لاہور کو ایک بار پھر جمعہ کے لئے تیار کیا۔ اگلے جمعہ کی نماز بالکل جمعہ کی طرح ادا کی گئی۔ خاکسار کو دارالذکر (گڑھی شاہو) میں مرمت و بحالی کا کام سونپا گیا۔ مسجد دارالذکر میں پینٹ کا مکمل کام میں نے اپنی نگرانی میں کروایا۔ اِسی طرح امیر جماعت لاہور مکرم طاہر احمد ملک صاحب کی ہدایت کے مطابق دارالذکر مسجد کے مرکزی ہال میں قالین بچھانے کی خدمت بھی میرے حصہ میں آئی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ہر قطرۂ خوں سے چھلکتی تھی اطاعت

بھولے گا نہ وہ لمحۂ شورِ قیامت
پھٹتا ہے جگر لکھوں جو تفصیلِ شہادت
کس کس کا لہو تھا جو سرِ فرشِ عبادت
بہتا تھا اٹھائے ہوئے اِک بارِ امانت
ہر قطرۂ خوں سے چھلکتی تھی اطاعت
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو!
بہتے ہوئے اشکوں سے مَیں دیتا ہوں سلامی

ہنستے ہوئے ہونٹوں سے پیا جامِ شہادت
مقبول ہوئی عرش پہ کیا خوب عبادت
اِک جَست میں پا گئے پہلوں کی رفاقت
سکھلا گئے دنیا کو عجب طرزِ شجاعت
یہ شان تمہاری تھی مسیحا کی کرامت
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو!
بہتے ہوئے اشکوں سے مَیں دیتا ہوں سلامی

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب)

کِس قدر پُرکیف ہیں یہ دن ترے راتیں تری

رمضان المبارک 1444ھ (2023ء) کے دوران جماعت احمدیہ جرمنی کے شب و روز

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے ساتھ بے شمار رونقیں لیے کر آتا ہے اور ہر شخص کو اس کا شدّت سے اِنتظار ہوتا ہے۔ امسال جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں اس مبارک مہینہ کا آغاز 23 مارچ 2023ء سے ہوا تو ہر چھوٹے بڑے نے رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس مرتبہ جماعت جرمنی میں 40 حُفّاظ کرام، 30 طلبہ حفظ القرآن کلاس اور 10 طلبہ جامعہ احمدیہ جرمنی نے مختلف مساجد و مراکز میں نمازِ تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی، الحمدللہ۔ اس کے علاوہ کچھ مقامات پر مربیانِ سلسلہ بھی تراویح پڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام حفّاظ کو جزائے خیر عطا کرے، آمین۔

درس قرآن و حدیث

حسب سابق امسال بھی رمضان المبارک کے مہینے میں درس القرآن کا انتظام مرکزی طور پر کیا گیا۔ یہ درس بیت السبوح سے سوموار تا جمعرات شام کو افطار سے قبل ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیو کے ذریعہ نشر ہوتا رہا۔ علاوہ ازیں رمضان المبارک سے متعلقہ سوال و جواب کی خصوصی نشریات پیش کی گئیں۔

درسِ قرآن دینے والے مربیان کرام میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب، مکرم محمد جری اللہ خان صاحب، مکرم شمس اقبال صاحب، مکرم کامران احمد صاحب، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب، مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب شامل تھے جبکہ ان کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم عدنان احمد رانجھا صاحب، مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مکرم سہیل احمد ملک صاحب، مکرم عدیل احمد خالد صاحب، مکرم مصور احمد صاحب، مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب، مکرم نوید الحق شمس صاحب، مکرم باسل اسلم صاحب، مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم عمیر احمد خالد صاحب کو حاصل ہوئی۔

اعتکاف

ایک اور چیز جو رمضان کے مہینہ کو خاص بناتی ہے وہ اعتکاف ہے جس سے مراد سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دوران دُنیاوی مصروفیات سے آزاد ہو کر مسجد میں رہتے ہوئے غیر معمولی طور پر عبادات بجا لانا ہے۔ تقریباً ہر مسجد میں ہی حسب ضرورت اعتکاف بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تاہم مسجد بیت السبوح Frankfurt، مسجد احسان Mörfelden، مسجد سبحان Mannheim، مسجد بیت الشکور Gross-Gerau، مسجد مبارک Wiesbaden، مسجد بیت العزیز Riedstadt، بیت الجامع Offenbach اور مہدی آباد میں افرادِ جماعت کی ایک بڑی تعداد اعتکاف بیٹھے نظر آئی۔

مندرجہ ذیل شہروں کی احمدیہ مساجد میں حُفّاظِ کرام نے نمازِ تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔

مکرم حلیم ابراہیم صاحب بقاپوری	مسجد منصور	Aachen
مکرم عمیر سعید صاحب	مسجد بشیر	Bensheim
مکرم اُسامہ احمد صاحب	مسجد خدیجہ	Berlin
مکرم حسن بٹ صاحب	مسجد ناصر	Bremen
مکرم اُسامہ خرم صاحب	مسجد ناصر	Bremen
مکرم رانا فلاح الدین صاحب	مسجد عطا	Flörsheim
مکرم ولید کھوکھر صاحب	مسجد نور	Frankenthal
مکرم مبارک احمد صاحب	بیت السبوح	Frankfurt
مکرم قدرت اللہ صاحب	مسجد نور	Frankfurt
مکرم منصور حامد صاحب	بیت الحمید	Fulda
مکرم محمد ظفر اللہ صاحب	بیت الصمد	Gießen
مکرم فخر احمد صاحب	بیت الغفور	Ginsheim
مکرم عدنان متین صاحب	بیت الرشید	Hamburg
مکرم عتیق احمد صاحب	مسجد فضل عمر	Hamburg
مکرم شازل احمد صاحب	بیت الوحید	Hanau
مکرم مبشر احمد صاحب	سمیع مسجد	Hannover
مکرم طلحہ احمد صاحب	مسجد سلام	Iserlohn
مکرم بدر اشرف صاحب	مسجد صادق	Karben
مکرم شمائل احمد صاحب	مسجد سبحان	Mörfelden Walldorf
مکرم خرم بلال صاحب	مسجد مریم	Mühlheim (Ruhr)
مکرم طلال احمد صاحب	بیت المومن	Münster
مکرم منیب اکمل صاحب	بیت الرحیم	Neuwied
مکرم لقمان احمد صاحب مربی سلسلہ	بیت الجامع	Offenbach
مکرم قاصد احمد رانا صاحب	مسجد بشارت	Osnabrück
مکرم احسان اللہ صاحب	بیت الکریم	Stade
مکرم عفان احمد صاحب	مسجد مبارک	Wiesbaden
مکرم مدثر احمد صاحب	مسجد مبارک	Wiesbaden

مندرجہ ذیل شہروں کے نماز سینٹرز میں حُفّاظِ کرام نے نمازِ تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔

مکرم انور پاشا صاحب	Altenstadt
مکرم خورشید احمد صاحب	Dreieich
مکرم موسیٰ احمد صاحب	Erfurt
مکرم طاہر احمد صاحب	Florstadt
مکرم فیض احمد صاحب	Freinsheim
مکرم نوید حسن صاحب	Lampertheim
مکرم مدثر شاہ صاحب	Langen
مکرم اطہر احمد صاحب	Mainz

مندرجہ ذیل شہروں کے نماز سینٹرز میں حُفّاظِ کرام نے نمازِ تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔

مکرم عاشر احمد صاحب	Mainz
مکرم حزقیل شاہ صاحب	Niedernhausen
مکرم محمد عثمان صاحب	Wetzlar
مکرم آکاش ولید صاحب	Zwickau
مکرم وحید الرحمٰن صاحب	Delmenhorst

مندرجہ ذیل شہروں کے نماز سینٹرز میں متعلمین حفظ القرآن کلاس جرمنی نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔

عزیزم اسماعیل رحمان صاحب	Bad Homburg
عزیزم راحیل ہلمی صاحب	Frankfurt
عزیزم شایان ہلمی صاحب	Frankfurt
عزیزم حارث احمد صاحب	Hattersheim
عزیزم شاہ زیب تنویر صاحب	Heilbronn
عزیزم جہاں زیب احمد صاحب	Heilbronn
عزیزم ثمر احمد صاحب	Herborn
عزیزم مسرور احمد صاحب	Hofheim
عزیزم تنزیل رضا صاحب	Karlsruhe
عزیزم فوزان رضا صاحب	Karlsruhe
عزیزم عمر احمد نور صاحب	Nürnberg
عزیزم باسل رحمان صاحب	Steinbach
عزیزم محمد جری اللہ صاحب	Wetzlar

مندرجہ ذیل شہروں کی احمدیہ مساجد میں متعلمین جامعہ احمدیہ جرمنی نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔

مکرم شاہان مجیب احمد صاحب	بیت الناصر	Bocholt
مکرم خالق حمید صاحب	بیت الاحد	Limburg
مکرم محمد طلحہ کاہلوں صاحب	مسجد المہدی	München
مکرم ظافر محمود صاحب	مسجد صدیق	Nordhorn

مندرجہ ذیل شہروں کے نماز سینٹرز میں متعلمین جامعہ احمدیہ جرمنی نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔

مکرم فیض احمد صاحب	Balingen
مکرم عدیل احمد صاحب	Bochum
مکرم عدنان احمد گل صاحب	Frankenberg
مکرم شمائل احمد صاحب	Ludwigshafen
مکرم طلحہ احمد صاحب	Olpe
مکرم نواز چوہدری شہر یار صاحب	Pulheim

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ امسال بھی جماعتی روایات کے مطابق جلسہ یومِ مسیح موعودؑ منانے کی توفیق ملی۔ اس مناسبت سے بہت سی جماعتوں، لوکل امارات اور جامعہ احمدیہ جرمنی نے اپنی اپنی سہولت کے مطابق 19 مارچ تا 26 مارچ 2023ء کے دوران جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا۔ ہر جگہ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ہوا۔ بعدازاں حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ طیّبہ کے مختلف پہلوؤں اور افرادِ جماعت کی اس سلسلہ میں ذمہ داریوں کے عناوین پر مربیانِ سلسلہ اور دیگر مقررین نے تقاریر کیں۔ احباب جماعت نے اس موقع پر گھروں میں اچھے کھانوں کا اہتمام بھی کیا۔ لوکل امارات میں سے ہمبرگ، ریڈ شٹڈ، ویزبادن اور فرانکفرٹ میں احباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

ہمبرگ میں مورخہ 26/مارچ 2023ء بروز اتوار شاہد محمود صاحب لوکل امیر ہمبرگ کی زیرِ صدارت جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے اردو میں حضرت مسیح موعودؑ کا قلمی جہاد جبکہ شکیل محمود عمر صاحب مربی سلسلہ نے جرمن زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے مقصد پر تقریر کی۔ آخر میں صدرِ مجلس نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے ایک پہلو پر تقریر کی۔ دعا سے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں کل 564/احباب شامل ہوئے۔ (طاہر محمود، ہمبرگ)

مورخہ 19 مارچ 2023ء کو مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ کی زیر صدارت جلسہ یومِ مسیح موعود منہائیم میں منعقد ہوا جس میں 49 انصار، 35 خدام، 31 اطفال، 78 لجنہ اماءاللہ، 20 ناصرات اور 34 بچے شامل ہوئے۔

(فضل عمر محمود، منہائیم)

فیروز ادیب اکمل، مربی سلسلہ

آمدنِ عید مبارک بادت

جرمنی کی احمدیہ مساجد و سنٹرز میں نماز عیدالفطر کے اجتماعات

جرمنی میں موجود احمدی مسلمانوں نے مؤرخہ 22 اپریل 2023ء کو عیدالفطر مذہبی جوش و جذبہ کے ساتھ منائی۔ اسی روز تمکنتِ خلافتِ خامسہ کے بیس سال بھی مکمل ہوئے۔ مخالفینِ جماعت نے ان بیس سالوں میں بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور ہر ممکن کوششوں سے خلافتِ احمدیہ پر بے بنیاد الزامات لگائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ جماعت کی ہر موقع پر تائید کی اور اسے تمکنت بخشی۔ اس طرح ہمارے لیے عیدالفطر کی خوشیوں میں مزید اضافہ ہوا اور دل خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے جذبات سے سجدہ ریز ہوگئے۔

حسبِ روایت مساجد اور نماز سینٹرز کو خوبصورت انداز میں سجایا گیا۔ چنانچہ جرمنی میں ستر سے زائد مساجد اور ایک سو سے زائد نماز سینٹرز اور کرائے پر لی گئی مختلف عمارتوں میں نماز عید ادا کی گئی۔ عید کے ان اجتماعات میں بڑی تعداد میں احباب و خواتین نے شرکت کی۔ نمازِ عید کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں شیرینی وغیرہ بھی پیش کی گئی۔ بہت سے لوگوں نے اپنے اعزّہ و اقرباء کے ساتھ عید ملن پروگرام کیے۔

نمازِ عید کے بعد احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عیدالفطر براہِ راست سنا اور دیکھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خطبہ میں احباب جماعت کو رمضان المبارک کے دوران حاصل ہونے والی برکات کو سارا سال جاری رکھنے کی نصیحت فرمائی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

احبابِ جماعت کو دعا کی تحریک کرتے ہوئے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنی دعاؤں میں تمام انسانیت کے لیے دعا کریں ان بھوکوں بلکہ پانی کی بوند کو ترستے لوگوں کو اپنی دعا میں یاد رکھیں وہ جو فاقوں میں زندگی گزار رہے ہیں، وہ مسلمان جو سوڈان میں فاقوں میں گرفتار مسلمانوں کے ہاتھوں عید کی خوشیوں سے محروم ہیں اور اپنے سامنے اپنے پیاروں کو سسکتا اور مرتا دیکھ رہے ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ ہمارے پاس مادی وسائل تو نہیں کہ وہاں جاکر ان کی مدد کریں لیکن دعا کرکے ان کی مدد کرسکتے ہیں۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے لیے دعا کریں اور خاص طور پر ان احمدیوں کے لیے جو کسی بھی طرح ظلم میں گرفتار ہیں۔ اللہ ظالموں کو پکڑنے کے سامان پیدا کرے اور مظلوموں کی مدد فرمائے۔ آمین

جرمنی میں مسجد بیت الشکور Gross-Gerau، بیت السبوح Frankfurt، مسجد نورالدّین Darmstadt، مسجد بیت العزیز Goddelau، مسجد سبحان Mörfelden Walldorf، مسجد بیت الباقی Dietzenbach، مسجد احسان Mannheim، مسجد بیت الجامع Offenbach، مسجد مبارک Wiesbaden، Rüsselsheim اور Hamburg میں احبابِ جماعت نے کثیر تعداد میں نمازِ عید ادا کی۔

یوکرائن، روس جنگ

معاشی اور معاشرتی اثرات

مکرم میجر ریٹائرڈ زبیر خلیل خان صاحب

27 فروری 2014ء کے روز روس نے یوکرائن کے علاقہ کریمیا پر قبضہ کے لیے حملہ کیا تو روسی افواج کو یوکرائنی افواج کی طرف سے جوابی کارروائی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ اور ایک ماہ چھ دن بعد یعنی 26 مارچ کو کریمیا روس کا حصہ بنا دیا گیا۔ آٹھ سال قبل کیے جانے والے اس تجربہ کی روشنی میں 24 فروری 2022ء کے روز روس نے یوکرائن کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کرنے کے لیے تین اطراف سے بھرپور حملہ کیا لیکن روس اپنے مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکا۔ 8/اپریل 2022ء کے روز روسی افواج نے جنوب مشرقی محاذ کی طرف سے ایک بار پھر بھرپور حملہ کیا تاہم اس حملہ کے بھی مطلوبہ اہداف حاصل نہ کیے جا سکے۔ 29 اگست 2022ء کے روز یوکرائن نے روسی افواج پر جوابی حملہ کیا اور روسی افواج کے قبضہ سے اپنے کھوئے ہوئے چند علاقے واپس لے لیے۔ یہ جنگ 11 نومبر 2022ء تک جاری رہی۔

اس کے بعد سے دونوں اطراف میں بعض مقامات پر جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں لیکن ایک دوسرے کی افواج پر بڑے پیمانے پر حملے نہیں کیے گئے۔ اب 2023ء کے موسم بہار یا موسم گرما کے آغاز میں ایک بار پھر بڑی جنگ کا شوروغوغا ہے۔ اغلب گمان ہے کہ یوکرائن امریکہ اور دیگر نیٹو (NATO) اتحادیوں کی طرف سے مہیا کردہ فوجی امداد کی بنا پر کریمیا سمیت جنوب مشرقی علاقے روس سے واپس لینے کے لئے بڑے حملے کرنا چاہتا ہے۔ اب یہ حملے کب شروع ہوتے ہیں اور کن کن علاقوں میں شروع ہوتے ہیں اور ان حملوں کے کیا نتائج نکلتے ہیں اس کے لیے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اس مختصر سے مضمون میں 2022ء سے یورپ کے خطہ میں شروع ہونے والی اس جنگ نے اب تک جو معاشی اور معاشرتی اثرات مرتب کیے ہیں ان کا ذکر کرنا مقصود ہے

جنگ کے معاشی اثرات

روس اور یوکرائن جو اس وقت جنگ میں برسرپیکار ہیں ان کی معیشت دنیا کی کل معیشت کا اتنا بڑا حصہ نہیں ہے لیکن دونوں ممالک بڑی مقدار میں بنیادی زرعی اجناس یعنی گندم، سرسوں اور مکئی پیدا کرنے، معدنیات اور توانائی کی پیداوار جس میں تیل اور گیس نمایاں ہیں، دنیا کو برآمد کرنے میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ جنگ شروع ہوتے ہی امریکہ، یورپین یونین اور دیگر ممالک نے روس پر معاشی میدان کی سرگرمیوں کے علاوہ بہت سارے شعبوں میں پابندیاں لگا دیں جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ کیا جاتا رہا۔ ستمبر 2022ء میں نارڈ اسٹریم پائپ لائن جو روس کی طرف سے یورپ کو گیس مہیا کرنے کا ذریعہ تھی اس کو تباہ کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس جنگ کی وجہ سے اجناس جس میں گندم اور مکئی شامل ہیں، معدنیات اور توانائی کی پیداوار خصوصاً تیل اور گیس کی رسد میں بہت زیادہ خلل پڑ گیا اور دنیا بھر میں روزمرہ استعمال ہونے والی اشیاء کی منڈیوں پر بہت زیادہ منفی اثرات مرتب ہوئے۔

اس وقت دنیا میں تین ممالک کی معیشت جن میں امریکہ، چین اور یورپین یونین شامل ہیں۔ امریکہ اور چین چونکہ روس سے تیل اور گیس نہیں لیتے اس لیے ان ممالک کی معیشت پر اس جنگ کی وجہ سے منفی اثر نہیں پڑا۔ تاہم یورپین یونین کی مارکیٹ کی صورتحال بالکل مختلف ہے۔ اگر یہ جنگ اس سال بھی جاری رہتی ہے تو اندازہ لگایا گیا ہے کہ یورپین یونین کے ممالک جن کو تیل اور گیس کے میدان میں مشکلات درپیش ہیں اس وجہ سے ان کی معاشی نُمو جاری سال کے آخر تک 8.2 فیصد کم ہو جائے گی۔ روسی تیل اور گیس کے متبادل ذرائع اور سہولیات کے لیے اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو معاشی نُمو میں منفی اثرات مزید گہرے ہوتے جائیں گے۔

یورپی یونین اور خاص کر جرمنی میں جو کہ روسی تیل اور گیس کا بہت بڑا خریدار تھا، جنگ کی وجہ سے بہت زیادہ منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ دھات، کیمیکل، آٹو، مکینیکل انجینئرنگ، تعمیرات، فارمیسی اور میڈیکل آلات کی صنعت۔

علاوہ ازیں ٹرانسپورٹ، خوراک، توانائی، روزمرہ کی اشیاء تھوک و پرچون، سیاحت، ذرائع آمدورفت، مالیات، سرمایہ کاری۔ ان سب شعبوں میں صنعتوں، سروسز کی بندش اور اس کے نتیجہ میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری اور طلب و رسد میں بہت زیادہ فرق ہو جانے کے باعث مہنگائی نے یورپی ممالک اور خاص کر جرمنی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں

ایک جائزے کے مطابق جنگ سے قبل دنیا بھر کی ضرورت کی تیس فیصد گندم روس اور یوکرائن مہیا کرتے تھے۔ جبکہ ترکی اور مصر کو 75 فیصد گندم یہ ممالک دیتے تھے۔ اسی طرح اسرائیل اور تیونس کو 60 فیصد گندم ان ممالک سے مہیا کی جاتی تھی دنیا بھر کی ضروریات کے لیے بیس فیصد مکئی، زرعی کھاد، قدرتی گیس اور گیارہ فیصد تیل کی ضروریات یہ دونوں ممالک پوری کرتے تھے۔ دنیا بھر میں دھات کی بڑی مقدار میں سپلائی روس اور یوکرائن سے کی جاتی تھی۔ روس پلاڈیم (Palladium)، نکل (Nickel) درآمد کرتا تھا جو دھات کی صنعت کے علاوہ کاروں اور بیٹریوں میں استعمال ہونے والی معدنیات ہیں۔ اسی طرح روس اور یوکرائن آرگن اور

نیوآن (Neon) گیسز جو کہ سیمی کنڈکٹرز میں استعمال ہوتی ہیں مہیا کرتے تھے۔ جہازوں میں استعمال ہونے والی ٹیٹانیم سپونج (Titanium Sponge) بھی ان ممالک سے ملتی تھی۔ دونوں ممالک میں یورینیم (Uranium) کے بہت بڑے ذخائر بھی موجود ہیں۔ جنگ کی وجہ سے نکل کی قیمت 120 فیصد بڑھ گئی ہے۔ گندم کی قیمت 97 فیصد بڑھ گئی ہے۔ مکئی کی قیمت 50 فیصد بڑھی ہے۔ یورپ میں گیس کی قیمتیں 85 فیصد جبکہ ایشیا میں 25 فیصد بڑھی ہیں۔ پٹرول اور ڈیزل 50 فیصد مہنگا ہوا ہے۔ تیل اور گیس مہنگا ہو جانے کی وجہ سے روزمرہ کے استعمال کی تمام اشیاء 50 اور 75 فیصد تک مہنگی ہوئی ہیں۔ چونکہ کم آمدنی والے افراد کے زیادہ اخراجات خوراک اور توانائی کی مد میں ہوتے ہیں اس لیے معاشرہ کا یہ طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ مختلف ممالک کی حکومتوں نے کم آمدنی والوں کی مدد کے لیے مختلف اقدامات بھی کیے ہیں جس میں مالی مدد کے علاوہ گھریلو استعمال کے لیے بجلی اور گیس کی قیمتوں میں کمی وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح جو کمپنیاں بجلی اور گیس مہیا کرتی ہیں ان کو بھی مالی مدد مہیا کی گئی ہے تاکہ وہ صارفین پر کم بوجھ ڈال سکیں۔ بہرحال مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ روس اور یوکرائن کی جنگ نے عمومی طور پر دنیا کے بیشتر ممالک اور خصوصی طور پر یورپین یونین ممالک پر گہرے معاشی اثرات مرتب کیے ہیں۔ صنعتوں اور سروسز کی بندش نے بے روزگاری بڑھائی ہے ہر جگہ مہنگائی کا رونا رویا جا رہا ہے۔ جنگ سے قبل جہاں پچاس یورو کافی ہوتے تھے اب سو یورو بھی کم پڑتے ہیں۔ گو حکومت کی طرف سے کچھ نہ کچھ اشک شوئی ہو جاتی ہے لیکن اس جنگ نے دنیا کے اس خطہ کو کافی دہائیوں کے بعد معاشی مشکلات کی گھمبیر صورتحال سے دوچار کیا ہے۔ آگے کیا ہوتا ہے یہ تو وقت ہی بتلائے گا

جنگ کے معاشرتی اثرات

اس جنگ کی وجہ سے تقریباً آٹھ ملین یوکرائنی باشندوں کی ہجرت کو دوسری جنگ عظیم کے بعد سب سے بڑی ہجرت قرار دیا جا رہا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے مطابق ان یوکرائنی مہاجرین میں 94 فیصد عورتیں اور بچے ہیں۔ یوکرائن سے مختلف ممالک میں ہجرت کرنے والوں کے لیے روٹی، کپڑا مکان کے علاوہ طبّی ضروریات، بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیمی سہولیات کے لیے ہر ملک کو بہت بڑے اخراجات کا سامنا ہے۔ جرمنی میں اس وقت یوکرائن کے مہاجرین کی رجسٹرڈ تعداد 10 لاکھ 56 ہزار 628 ہے۔ جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کی حکومتوں کی طرف سے یوکرائن کے مہاجرین کو بنیادی ضروریات مہیا کی جا رہی ہیں۔ جرمنی میں روٹی کپڑا مکان کے علاوہ جرمن زبان سکھلانے کے لیے ہر قسم کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ ہر ایک کو رہائشی اجازت نامہ دیا گیا ہے۔ 15 سال یا اس سے بڑی عمر کے افراد کو دستکاری اور دیگر ہنر سیکھنے کی سہولت دی جا رہی ہے۔ اگر کوئی اپنا کاروبار کرنا چاہتا ہے تو اس کو اس فیلڈ میں ہر قسم کی مدد مہیا کی جا رہی ہے۔ اسی طرح جو بچے اسکول جانے کی عمر میں ہیں ان کو اسکولوں میں داخلہ دیا گیا ہے اور جرمن زبان کی مشکلات دور کرنے کے لیے یوکرائن اور جرمن زبان بولنے والے اساتذہ مہیا کیے گئے ہیں۔ ان تمام سہولتوں کو دیکھتے ہوئے CDU کے Friedrich Merz نے حکومت کی طرف سے یوکرائنی مہاجرین کو دی جانے والی ان امتیازی سہولتوں کو شدید تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے کہ یہ بن بلائے مہاجرین جرمنی کے وسائل کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے جرمنی حکومت کی اس اسکیم کو ویلفیر ٹورازم کا نام دیا ہے۔ یوکرائن کے مہاجرین کو بڑی تعداد میں ملازمتیں دینے پر بھی اعتراضات اٹھائے گئے ہیں۔ اسی طرح یوکرائن کے مہاجرین کے ساتھ امتیازی اور شاہانہ سلوک برتنے پر بین الاقوامی تنظیموں نے یورپ اور امریکہ کے دہرے معیار پر اعتراضات بھی اٹھائے ہیں کہ مشرق وسطیٰ، افریقہ اور افغانستان کے مہاجرین کو تو مختلف ممالک کی سرحدوں پر تشدّد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جبکہ یوکرائن کے مہاجرین کو شاہانہ انداز میں خوش آمدید کہا جاتا ہے اور ہر قسم کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ یوکرائن کے مہاجرین کی بڑی تعداد کی وجہ سے جرمنی بھر میں رہائشی سہولتوں کا فقدان، روزمرّہ اشیاء کی مہنگائی، تعلیمی اور طبّی سہولتوں پر بہت زیادہ دباؤ واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح مہاجرین کی چونکہ ایک بڑی تعداد خواتین اور بچوں پر مشتمل ہے اس لیے ایسی خواتین جن کے خاوند یا تو جنگ میں کام آچکے ہیں یا اپنے ملک کے دفاع کی جنگ میں مصروف ہیں اپنی تنہا زندگیوں کی وجہ سے مختلف قسم کے ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی دباؤ کا شکار ہو رہی ہیں اور معاشرتی مسائل میں اضافہ کا باعث بن رہی ہیں۔ دوسری طرف بچوں کی بڑی تعداد بغیر باپ کی نگرانی کے رَہ رہی ہے اور مختلف قسم کے معاشرتی، نفسیاتی اور سماجی مسائل کا شکار ہو رہی ہے۔

اختتامیہ

دنیا کی بڑی طاقتیں اپنے سیاسی اور اسٹریٹیجک مفادات کی خاطر پُرامن ملکوں میں جنگ و جدل برپا کرتی رہتی ہیں اور ان پرامن ممالک کی آبادی کو جنگ کا ایندھن بناتی رہتی ہیں۔ اس سے قبل شام، لیبیا، عراق اور افغانستان میں انسانی اَلمیے برپا کیے گئے اور اب یورپ کے ایک خوبصورت ملک یوکرائن کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ روس اور یوکرائن کے دو لاکھ فوجی مارے جاچکے ہیں۔ 40 ہزار شہری موت کے منہ میں جاچکے ہیں۔ آٹھ ملین کے قریب یوکرائنی دنیا کے مختلف ممالک میں دَربدر ہیں۔ خواتین کی بڑی تعداد بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ اور ابھی ایک بڑی جنگ کی پھر دھمکی دی جا رہی ہے۔ سیاست اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی یہ حرص اور ہوس نہ جانے کب تک انسانی المیوں کو جنم دیتی رہے گی۔ خالق نے تو اس کائنات کو انتہائی خوبصورت بنایا تھا۔ لیکن اسی مخلوق کے چند مکروہ چہرے اس کائنات کو جہنم بنانے پر تلے رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اس کائنات کا خالق ان ہوس اور حرص کے پجاریوں کی اصلاح کر دے، آمین۔

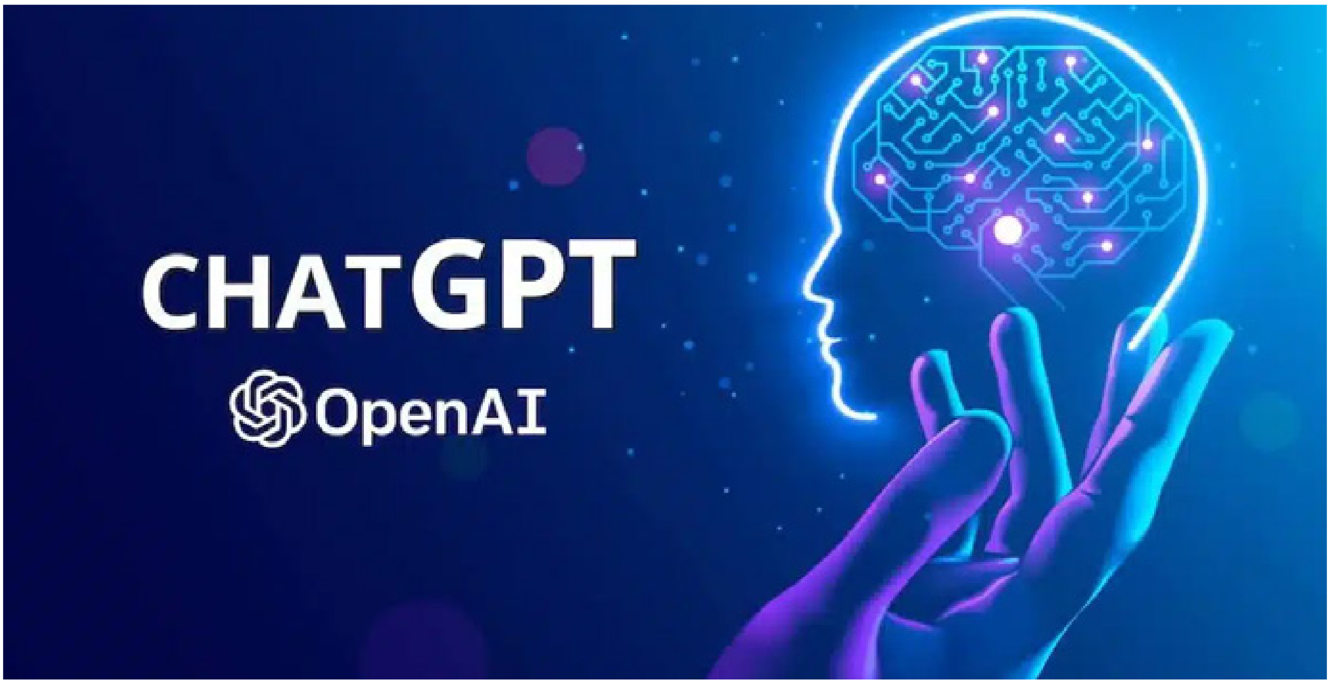

مدبّر احمد خان

خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے

Large Language Models کا ایک مختصر تعارف

Chat GPT کا نام آج کل بہت سے لوگوں کی زبان پر ہے۔ اور بہت سے لوگوں نے اسے استعمال بھی کیا ہے یا اس کی کچھ مثالیں دیکھی ہیں۔ Chat GPT دراصل ایک Chatbot ہے جو GPT-3 نام کے ایک بہت بڑے Language Model کی بنیاد پر بنایا گیا ہے۔ اس مضمون میں اس کا مختصر تعارف پیش کرنا مقصود ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس مضمون کو زیادہ پیچیدہ نہ ہونے دیں۔

Chatbot ایسے bot یا کمپیوٹر پروگرام کو کہتے ہیں جس سے chat کی جا سکتی ہے۔ اب تک جس طرح کے chatbots استعمال میں ہیں، وہ چند مخصوص باتیں سمجھ سکتے ہیں اور ان کے متعلق جوابات دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بینکس، انشورنس کمپنیز یا بڑی دکانوں کی ویب سائٹس پر آپ کو ایسے chatbots مل جائیں گے۔ آپ ان سے چند مخصوص سوال کر سکتے ہیں اور وہ آپ کی بات سمجھ کر ان کا جواب فراہم کر دیں گے۔ لیکن اگر آپ کا سوال ذرا سا پیچیدہ ہو جائے یا ایسا سوال ہو جو اسے سکھایا نہ گیا ہو تو وہ اس کا جواب نہیں دے پائے گا۔ بلکہ اگر آپ سوال اس طرح کریں جو اس کو سکھائے گئے سوالات کی ترتیب سے مختلف ہوگا تو وہ جواب جانتے ہوئے بھی جواب نہیں دے پائے گا۔ لیکن Chat GPT ایک نئی نسل کا Chatbot ہے جس نے یہ دونوں حدود توڑ دی ہیں۔ اس کے "علم" کی وسعت بھی بہت زیادہ ہے اور اس کی "زبان فہمی" بھی دوسرے chatbots سے اتنی بڑھ گئی ہے کہ تقریباً انسان کے معیار پر پہنچ گئی ہے۔

Language Models 60 کی دہائی سے بن رہے ہیں۔ لیکن یہ بہت ابتدائی سطح کے ماڈلز تھے۔ وقت کے ساتھ ٹیکنالوجی میں بہتری آتی گئی جس سے Language Models کی ضخامت بھی بڑھتی گئی۔ Large Language Model کا مطلب ہے کہ کمپیوٹر کو بہت بڑا تیار کردہ متن دیا جاتا ہے۔ جس میں بہت بڑی تعداد میں کتابیں، websites، مضامین اور مختلف قسم کے متُون کمپیوٹر میں ڈالے جاتے ہیں۔ ان معلومات سے کمپیوٹر زبان "سیکھتا" ہے۔ neural networks کے ذریعے کمپیوٹر الفاظ اور زبان کے قواعد سیکھتا ہے۔ Neural networks انسانی دماغ کی وضع پر بنایا گیا ایک کمپیوٹر کا نظام ہے۔ اس کے ذریعے الفاظ ایک دوسرے کے ساتھ ایک جال یا network کی شکل میں منسلک ہوتے جاتے ہیں۔ الفاظ کے یہ تعلقات اس بنیاد پر بنتے ہیں کہ ایک لفظ کے بعد دوسرے کون سے لفظ کا امکان سب سے زیادہ ہے۔

اس کی ایک مثال یوں سمجھیں۔ اگر میں کہوں کہ "ایک دفعہ کا۔"

تو آپ کے خیال میں اس کے بعد کون سا لفظ آئے گا؟ قوی امکان ہے کہ آپ کے ذہن نے یہ پیش گوئی کی ہوگی کہ اگلا لفظ "ذکر" ہوگا اور اس کے بعد لفظ "ہے" آنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ذہن

نے "ایک دفعہ کا ذکر ہے" بہت زیادہ سنا ہوا ہے۔ اور "ایک دفعہ کا" جب بھی اکٹھے آ جائیں تو کوئی اور لفظ اتنی مرتبہ نہیں آیا کہ وہ "ذکر" کی برابری کر سکے۔ بالکل اسی طرح neural networks میں بھی اس sequence کی تکرار کی وجہ سے ان الفاظ کا آپس میں تعلق بہت مضبوط ہے کیونکہ جو فقرات اور جملے کمپیوٹر کو سکھائے گئے ہیں ان میں بھی statistics کی بنیاد پر "ایک دفعہ کا" کے بعد "ذکر" کا امکان سب سے زیادہ ہے۔ آپ کے فون میں autocorrect کی سہولت بھی اسی طرح statistics کی بنیاد پر چلتی ہے۔

ظاہر ہے کہ Large Language Models کے پیچھے اس سے بہت زیادہ پیچیدہ سائنس ہے۔ لیکن بنیادی طور پر یہی technology اس کے پیچھے کار فرما ہے۔ جب اس طرح کی statistics کروڑوں متن ہوں تو GPT جیسے Large Language Models وجود میں آتے ہیں۔ Chat GPT میں جس تکنیک کا اضافہ ہوا ہے وہ اس کی یادداشت ہے۔ اس سے پہلے تک models ایک ایک جملہ یا گفتگو کی چند اہم معلومات، جیسے نام، پتہ وغیرہ یاد رکھ سکتے تھے۔ لیکن اب Large Language Models پر بنائے گئے chatbots جیسے Chat GPT پوری گفتگو یاد رکھ سکتے ہیں لہٰذا Chat GPT سیاق وسباق کے ساتھ الفاظ کے sequence سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن صرف یہی نہیں، اس سے پہلے تک chatbots از خود جملے نہیں بنایا کرتے تھے۔ لیکن Chat GPT کے اندر اوپر بیان کردہ ٹیکنالوجی کی وجہ سے یہ صلاحیت بھی ہے کہ وہ سیاق وسباق کا خیال رکھتے ہوئے ان جملوں کی بنیاد پر جو اس کے اندر محفوظ ہیں، از خود نیا مواد پیدا کر سکتا ہے۔

مثلاً، اگر آپ Chat GPT سے پوچھیں کہ آئن سٹائن کب اور کہاں پیدا ہو تو وہ آپ کو بالکل ٹھیک ٹھیک جواب دے دے گا۔ لیکن یہ کام آپ گوگل پر بھی کر سکتے ہیں۔ اگر آپ Chat GPT سے کہیں کہ وہ آپ کو آئن سٹائن کا نظریہ اضافت سمجھائے تو یہ وہ بھی بتا دے گا۔ جبکہ یہ کام گوگل اس طرح سے نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کو کچھ ابہام قائم رہے تو آپ اس سے اس کے جواب سے متعلق مزید سوال بھی کر سکتے ہیں۔ مزید برآں آپ اسے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ نظریہ اضافت ایسے سمجھائے کہ ایک فزکس کے طالبِ علم کو سمجھ میں آئے اور ایسے بھی سمجھانے کا کہہ سکتے ہیں کہ ایک 10 سال کے بچے کو سمجھ میں آ جائے۔ یہ کام وہ ایسی تیزی سے کر سکتا ہے جو کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ صرف یہی نہیں، آپ Chat GPT سے بحث کرتے ہوئے اپنے منتشر خیالات کو مضبوط کر سکتے ہیں، آپ اس کی مدد سے کسی مضمون سے متعلق نئے نکات دریافت کر سکتے ہیں، آپ اس سے مضامین کے خلاصے کروا سکتے ہیں، اس سے emails، مضامین وغیرہ لکھنے میں مدد لے سکتے ہیں، تحقیق میں مدد لے سکتے ہیں۔ چونکہ Chat GPT بے شمار زبانیں جانتا ہے، اس لیے ترجمے میں مدد دیتا ہے اور Software Developers کا code لکھنے میں مدد کر رہا ہے۔

Large Language Models کا استعمال جہاں کاموں میں بہت تیزی پیدا کر سکتا ہے اور بہت سے کاموں کو ہر مشین کی طرح انسان سے بہت بہتر بھی کر سکتا ہے وہیں اس سے پیدا ہونے والے کچھ خدشات بھی ہیں۔ دراصل یہ خدشات سے زیادہ Large Language Models اور اس کے پیچھے جو ٹیکنالوجی کارفرما ہے، اس کی حدود ہیں۔ آپ نے اوپر کی عبارت سے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ Chat GPT جو مواد پیدا کرتا ہے sequence کے امکان کی بنیاد پر پیدا کرتا ہے۔ اگر آپ اسے کوئی مخصوص بات لکھنے کو کہیں گے تو وہ لکھ دے گا اور بہت تیزی سے لکھ دے گا۔ لیکن اگر آپ اس سے ایسا سوال پوچھیں گے جس کا اسے علم نہیں ہو گا یا جس میں اُسے منطق سے جواب پیدا کرنا ہو گا تو قوی امکان ہے کہ وہ آپ کو تسلی بخش جواب نہ دے پائے اور اپنے مطابق جواب دے جو اصل میں ٹھیک نہ ہو اور ممکن ہے کہ اپنے جواب کے حق میں ثبوت بھی پیش کرے۔ اسی طرح Chat GPT کو اردو میں اتنا متن نہیں دیا گیا جتنا انگریزی یا جرمن میں دیا گیا ہے۔ اس لیے محض یہ نہیں کہ Chat GPT کی اردو کمزور ہے بلکہ اس کا "علم" بھی اردو میں کمزور ہے۔

ان باتوں کا علم اس کے استعمال کے وقت بہت ضروری ہے۔ Chat GPT سچائی کو پرکھنے کا ذریعہ نہیں ہے نہ اس کی ہر بات قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ اگر اُس data میں جو اسے سکھایا گیا ہو کوئی جانب داری پائی جائے تو وہ جانب دار نتائج پیدا کرے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ بہت سے شعبوں میں سوالات اور مسائل کھڑے ہو رہے ہیں جن سے انسان کو جلد از جلد نبرد آزما ہونا ہے۔ حال ہی میں یہ خبر آئی تھی کہ سکولوں کے بچے اپنا ہوم ورک Chat GPT سے کروا رہے ہیں۔ کچھ یونیورسٹیوں نے Chat GPT کے استعمال پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اور ایسے آلات بھی ایجاد ہو رہے ہیں جو اس بات کی جانچ کر سکتے ہیں کہ کوئی تحریر Chat GPT سے تیار کردہ ہے یا انسانی ہاتھ کی۔

معاشی اثرات تو ہر مشینی ترقی کے ساتھ انسان کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح مصنوعی ذہانت بہت سے کام انسان سے بہتر کر سکتی ہے۔ اور ظاہر کہ اس وجہ سے لوگوں کی نوکریاں خطرے میں پڑیں گی۔ لیکن مصنوعی ذہانت سے کام لینے والوں کی ضرورت بھی خود بہ خود بڑھے گی اور نئی نوکریاں پیدا بھی ہوں گی۔ اور بھی بہت سے سیاسی، اخلاقی اور سماجی معاملات ہیں جن میں خطرے کا امکان ہے۔ اس بات کی بہر حال بہت ضرورت ہے کہ اربابِ اختیار جلد سوچ بچار کے ساتھ اچھی منصوبہ بندی اور قانون سازی کریں تا کہ مصنوعی ذہانت کا غلط استعمال نہ کیا جا سکے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں کو بالخصوص یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ تعلیم میں اس کے استعمال سے کیسے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اور بچوں کی تعلیم میں اس سے پیدا ہونے والے نقصانات سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔

https://openai.com/

How ChatGPT Suddenly Became Google's Code Red, Prompting Return Of Page And Brin (forbes.com)

Beyond Chatbots: The Rise Of Large Language Models (forbes.com)

The Next Generation Of Large Language Models (forbes.com)

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتّبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

قدیم وائرس کی باقیات اور کینسر کا علاج

سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ قدیم وائرس کی ایسی باقیات جنہوں نے لاکھوں سال انسانی ڈی این اے کے اندر چھپ کر گزارے ہیں، انسانی جسم کو سرطان سے لڑنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔فرانس کرک انسٹیٹیوٹ کی ایک تحقیق میں ثابت ہوا ہے کہ ان قدیم وائرس کی غیر فعال باقیات اس وقت متحرک ہو جاتی ہیں جب سرطان کے خلیے

بے قابو ہو جاتے ہیں۔انسان کے جسم میں موجود مدافعتی نظام کو کسی مخصوص سرطان کو ہدف بنانے اور اس پر حملہ آور ہونے میں ان باقیات سے مدد ملتی ہے۔تحقیقاتی ٹیم اس دریافت کی مدد سے ایسی ویکسین تیار کرنا چاہتی ہے جس سے سرطان کا علاج ممکن ہو سکے یا پھر سرطان سے بچا جا سکے۔[1]

چلو دلدار چلو، چاند کے پار چلو

’یوروپین سپیس ایجنسی‘ (یورپی خلائی ایجنسی، ای ایس اے) سیارہ مشتری پر ایک سیٹلائٹ بھیجنے کی تیاریاں مکمل کر چکی ہے، جو اس ادارے کے اب تک بھیجے گئے شاندار مشنوں میں سے ایک ہے۔ یہ سیٹلائٹ آٹھ سال تک تحقیقات کرنے کے لیے جمعرات کو زمین کے مدار سے نکلے گا تا کہ جولائی تک مشتری کے بڑے چاندوں تک پہنچ سکے۔ ماہرین کے پاس اس بات کے کافی ثبوت ہیں کہ ان چاندوں کی یہ برفیلی دنیا ’کالیستو‘(Callisto)، ’یوروپا‘(Europa)

اور ’جانیمید‘(Ganymede) کی گہرائی میں مائع پانی کے سمندر موجود ہیں۔ای ایس اے کے اِس مشن کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ ان چاندوں میں بھی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے درکار حالات یا یک خلوی جاندار موجود ہیں۔[2]

انسانی دماغوں کا ذخیرہ

ڈنمارک کی سب سے بڑی یونیورسٹیوں میں شمار یونیورسٹی آف ساؤتھ ڈنمارک کے ایک ویران تہہ خانے میں ہزاروں کی تعداد میں سفید بالٹیاں شیلفوں میں قطار دَر قطار رکھی ہیں۔ان میں سے ہر ایک میں بے رنگ گیس فارمل ڈیہائیڈ میں انسانی دماغ رکھے ہوئے ہیں۔اور ان کی کل تعداد 9479 ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ گزشتہ برسوں کے دوران اس ذخیرے نے ڈیمنشیا اور ڈپریشن سمیت کئی بیماریوں کے مطالعہ اور تحقیق میں سہولت فراہم کی ہے۔[3]

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا

بیٹھنے کے انداز اور دورانِ خون پر کی جانے والی تحقیق کے مطابق 62 فیصد لوگ بائیں پر دائیں ٹانگ رکھ کر بیٹھتے ہیں، 26 فیصد اس کا الٹ کرتے ہیں اور 12 فیصد لوگوں کی کوئی خاص ترجیح نہیں ہوتی یعنی کبھی وہ دائیں پر بائیں ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے ہیں اور کبھی اس کا الٹ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ لوگوں کے کرسی پر بیٹھنے کے دو انداز ہوتے ہیں، کچھ لوگ پوری ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کے بیٹھتے ہیں اور کچھ ٹخنے کراس کر کے بیٹھتے ہیں۔اگرچہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا خاصا آرام دہ محسوس ہوتا ہے لیکن کیا ایسا کرنا آپ کی صحت اور آپ کی ہڈیوں اور اعصاب کے لیے بُرا ثابت ہوتا ہے؟ یہ دیکھنے کے لیے ایک تحقیق کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ آلتی پالتی مار کے بیٹھتے ہیں تو آپ کے کولہے اوپر نیچے ہو سکتے ہیں اور ان کا توازن خراب ہو سکتا ہے۔اس سے آپ کا ایک کولہا اوپر اور دوسرا نیچے ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ ہمارے نچلے دھڑ میں خون کی گردش کی رفتار متاثر ہو جاتی ہے جس سے خون جمنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔تحقیق میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھانا، ٹخنے پر ٹخنہ چڑھا کر بیٹھنے سے زیادہ خراب ثابت ہوتا ہے۔دراصل اس طرح بیٹھے رہنے سے رگوں میں خون جمع ہونے کی وجہ سے ہمارے بلڈ پریشر میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب ڈاکٹر یا نرسیں آپ کا بلڈ پریشر لیتے ہیں تو وہ آپ کو اپنے پیر زمین پر لگائے رکھنے کا کہتے ہیں۔[4]

1 -https://www.bbc.com/urdu/articles/c4nv1exvkwxo
2-https://www.bbc.com/urdu/articles/c4nzjd8zxg0o
3-https://www.bbc.com/urdu/articles/cx0n0gg0ppgo
4-https://www.bbc.com/urdu/articles/c51kglp1xk6o

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمنی بھر کے لیے 49 یورو کا سفری ٹکٹ

جرمنی میں گزشتہ سال 9 یورو ماہانہ ٹکٹ کی کامیابی کے بعد اب 3 اپریل 2023ء سے 49 یورو ماہانہ سفری ٹکٹ کی فروخت شروع ہو چکی ہے جو کہ یکم مئی سے قابل استعمال ہوگی۔ یہ سہولت جرمنی بھر کی ریجنل ٹرینوں، بسوں، ٹراموں اور زیر زمین چلنے والی ریل گاڑیوں کے لئے کارآمد ہوگی۔ اس بارہ میں جرمنی کی وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے مابین مذاکرات کئی ماہ سے جاری تھے۔ یہ ٹکٹ تیز رفتار انٹرسٹی اور انٹرسٹی ایکسپریس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا۔ ریل کمپنی جرمن ریلوے (DB) کے ترجمان اس سکیم کی کامیابی کے لیے پُرامید ہیں۔ صارفین کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت دوگنی سے بھی زیادہ ہے۔ یہ ٹکٹ چپ کارڈ، موبائل فون کے علاوہ ٹریول کارڈ کے طور پر بھی خریدا جاسکتا ہے۔

دنیا کا امیر ترین شہر

دنیا کے امیر ترین شہروں میں امریکہ کا شہر نیویارک سرِفہرست قرار پایا ہے۔ اس شہر میں کروڑپتی افراد کی تعداد تین لاکھ چالیس ہزار ہے۔ عالمی تنظیم Henley & Partners کے مطابق نیویارک کے بعد جاپان کے شہر ٹوکیو میں کروڑپتی افراد کی تعداد دو لاکھ 90 ہزار جبکہ امریکہ ہی کے دوسرے شہر سان فرانسسکو میں کروڑپتی افراد کی تعداد دو لاکھ 85 ہزار ہے۔

پاکستان میں چینی انجینئر پر توہین مذہب کا الزام

پاکستانی عدالت نے توہین مذہب کے الزام میں گرفتار چینی شہری انجینئر کو دو ہفتوں کے لئے جیل بھیج دیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق یہ واقعہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ 'داسو ڈیم' کے منصوبے پر کام کے دوران پیش آیا تھا۔ ملزم نے دوران ڈیوٹی مبینہ طور پر دو ڈرائیوروں کو نماز کے لئے ضرورت سے زائد وقت لگانے پر ان کی بازپُرس کی تھی۔ چینی شہری کی شناخت Tian نام سے ہوئی ہے۔ ملزم نے پولیس کے سامنے الزام کی نفی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے اسلام یا پیغمبر اسلام کے خلاف کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں کی۔

جرمنی میں جوہری توانائی گھروں کی بندش

جرمنی نے 2002ء میں اپنے تمام جوہری پلانٹس تدریجی طور پر بند کرنے کا اعلان کیا تھا جس کے نتیجہ میں اپریل 2023ء میں اپنے آخری تین جوہری پلانٹس بھی بند کر دیئے ہیں۔ 2011ء میں فوکوشیما جاپان میں جوہری حادثہ کے بعد ان کوششوں کو تیز کر دیا گیا تھا۔ جرمن شہریوں اور تحفظ ماحولیات کے لیے سرگرم تنظیموں نے اس پرخوشی کا اظہار کیا ہے۔ ماضی میں ان کے خاتمہ کے لئے تحریک بھی چلتی رہی ہے۔ یوکرائن اور روس کی جنگ کے بعد سے جرمنی توانائی کے بحران کا شکار ہے۔ ان حالات میں ان جوہری پلانٹس کا بند کرنا ایک مشکل فیصلہ تھا۔

منفرد عالمی اعزاز سے محروم ہونے کی توقع

چین دہائیوں تک دنیا کی سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے لیکن اب یہ منفرد اعزاز بھارت کو منتقل ہونے کی توقع ہے۔ اقوام متحدہ کے پاپولیشن فنڈ (یو این ایف پی اے) کی عالمی آبادی سے متعلق رپورٹ میں بھارت کی آبادی کا تخمینہ ایک ارب 42 کروڑ 86 لاکھ لگایا گیا ہے جبکہ چین کی آبادی ایک ارب 42 کروڑ 57 لاکھ رہنے کی توقع ہے۔ گزشتہ 70 برسوں سے انڈیا اور چین کی آبادی عالمی آبادی کا ایک تہائی حصے سے زیادہ ہے۔ گزشتہ برس چین کی آبادی میں 1961 کے بعد پہلی بار کمی واقع ہوئی ہے۔

دنیا کی بلند ترین عمارت کی تعمیر کا نیا منصوبہ

آج کل دبئی کے برج الخلیفہ کے پاس سب سے بلندترین عمارت کا اعزاز ہے جس کی بلندی 828 میٹر ہے۔ لیکن مستقبل میں یہ اعزاز دبئی سے کویت منتقل ہونے کی امید ہے۔ کویت نے 1001 میٹر دنیا کی بلند ترین عمارت کی تعمیر کے منصوبے کو حتمی شکل دے دی ہے۔ اس عمارت میں 234 منزلیں ہوں گی اور 7000 افراد قیام کرسکیں گے۔ اس عمارت کے ڈیزائن کی ذمہ داری سپین کے آرکیٹیکٹ Santiago Calatraua کو سونپی گئی ہے۔ اس منصوبہ پر اربوں ڈالرز کی لاگت آئے گی۔

فیروز ادیب اکمل، مربی سلسلہ

نسل پرستی کے خلاف
جماعت احمدیہ جرمنی کی مساعی

مارچ اور اپریل کے مہینہ میں چند ہفتے نسل پرستی کے خلاف عالمی سطح پر مہم چلائی جاتی ہے۔ امسال جماعت احمدیہ جرمنی نے عوام الناس تک حقیقی اسلام کی خوبصورت اور پرامن تعلیم پہنچانے کے لیے تبلیغ پراجیکٹ TP-2023 کے تحت جرمنی بھر میں مختلف سرگرمیاں تشکیل دیں۔ جن میں تشہیری مقامات پر پوسٹرز لگائے۔ علاوہ ازیں مختلف مذاکراتی پروگرامز اور پریس کانفرنس کا اہتمام کیا۔ ان سرگرمیوں کی رپورٹس جرمنی کے مختلف اخبارات اور ریڈیو چینلز پر نشر ہوتی رہیں۔ ذیل میں مختلف مقامات پر منعقد ہونے والی پریس کانفرنس کا جائزہ دیا جارہا ہے۔

جماعت	تاریخ
Nordhorn	16.03.2023
Leverkusen	21.03.2023
Lüdenscheid	21.03.2023
Soest	21.03.2023
Lörrach	23.03.2023
Pforzheim	23.03.2023
Sinsheim	23.03.2023
Nürnberg	23.03.2023
München	23.03.2023
Soltau	23.03.2023
Pulheim	23.03.2023
Ratingen	23.03.2023
Radevormwald	23.03.2023
Ludwigshafen	23.03.2023
Mainz	23.03.2023
Berlin	23.03.2023
Cottbus	23.03.2023
Iserlohn	23.03.2023
Meschede	23.03.2023
Iserlohn	23.03.2023
Meschede	23.03.2023
Paderborn	23.03.2023
Böblingen	23.03.2023
Düren	27.03.2023
Köln	27.03.2023
Trier	27.03.2023
Kitzingen/ Würzburg	28.03.2023
Calw	28.03.2023

مختلف اشاعتی اداروں میں شائع ہونے والی خبریں	
میڈیا	عنوان
Stuttgarter Nachriten Martin Dudenhöffer 23.03.2023	Ahmadiyya-Mitglieder wollen Austausch mit Gesellschaft
Iserlohner Kreisanzeiger und Zeitung Kevin Kretzler 23.03.2023	Ahmadiyya-Gemeinde Iserlohn setzt Zeichen gegen Rassismus
Westdeutsche Zeitung 24.03.2023	Wie eine islamische Gemeinde in Wuppertal mit Koranversen gegen Diskriminierung vorgehen will
Rhein-Neckar Fernsehen 24.03.2023	"Muslime gegen Rassismus": Sinsheimer Ahmadiyya Gemeinde kämpft gegen Vorurteile
Badische Zeitung Ansgar Taschinski 24.03.2023	Die Islamische Reformgemeinde setzt in Lörrach Zeichen gegen Rassismus
Mitteldeutscher Rundfunk Andreas Roth 17.03.2023	Wie die Chemnitzer Ahmadiyya-Gemeinde Ängste und Vorurteile abbauen will
Lüdenscheider Nachrichten Sarah Lorencic 23.03.2023	Gegen Rassismus: Islamische Gemeinde will aufklären
Schwäbische Mark Masuch 16.03.2023	Wie die Ahmadiyya–Gemeinde Ellwangen/Crailsheim gegen Rassimus kämpft
Südwest Presse 18.03.2023	Kampagne „Muslime gegen Rassismus" soll Zeichen setzen
Pforzheimer Zeitung 23.03.2023	Pforzheimer Muslime zeigen Flagge gegen Rassismus
Westfalenpost Mike Fiebig 23.03.2023	Islamische Reformbewegung mit Plakat-Kampagne in Hagen
Radio MK (Märkischer Kreis) 23.03.2023	Offensive gegen Rassismus zum Ramadan

تقریبات صدسالہ جوبلی
جماعت احمدیہ جرمنی

امسال جماعت احمدیہ جرمنی کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات کا ملک بھر میں انعقاد کیا جا رہا ہے۔ ان تقریبات کا آغاز جماعتی روایات کے مطابق تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوتا ہے۔ مہمانوں کو جماعت احمدیہ جرمنی کی سو سالہ کاوشوں پر مشتمل دستاویزی ویڈیو کے ذریعہ جماعتی سرگرمیوں کا تعارف کروایا جاتا ہے۔
جماعتوں کی طرف سے ان تقریبات کی موصول ہونے والی تفصیلی رپورٹس اخبار احمدیہ جرمنی میں شائع کی جا رہی ہیں۔

Esslingen

مورخہ 31 جنوری 2023ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کی صد سالہ تقریب Alten Rathaus Esslingen میں منعقد ہوئی اور اسی روز Rathaus کے باہر لوائے احمدیت بھی لہرایا گیا۔ تقریب میں جماعت احمدیہ جرمنی کی نمائندگی مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کی۔ پروگرام کی تیاری کے لئے 5 ناظمین اور 15 شعبہ جات پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی جبکہ مہمانوں کے لئے ضیافت کا انتظام لجنہ اماء اللہ نے کیا۔ تقریب میں کل 29 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے جن میں سے چند نام مندرجہ ذیل ہیں:

جناب Markus Grüber صاحب
MdB (CDU)

جناب Dr. Sebastian Schäfer صاحب
MdB (B'90/Grüne)

جناب Yalcin Bayraktar صاحب
Bürgermeister Esslingen

جناب Salvador Gill صاحب
Amt Für Soziales/Integration

محترمہ Argyri Paraschaki صاحبہ
Geschäftsführerin, Landesverband der kommunalen Migrantenvertretungen, Baden-Württemberg (LAKA)

جناب Dennis Hund صاحب
Leiter Pp Oberesslingen (Polizeirevier Esslingen)

محترمہ Sofia Hartlieb صاحبہ
Leitung Anti Diskrimierungsstelle Esslingen

جناب Andreas Koch صاحب
Gemeinderat (SPD)

جناب Hubert Bauer صاحب MLPD

جناب Andreas Jakobson صاحب
Bürgerausschuss

محترمہ Yvonne Tröger صاحبہ SPD

- Herr Fritz, Stellv. Grüne Esslingen
- Enrico Bosecke, Ostfildern
- Holger, buntES
- Necmettin, ZWVVA

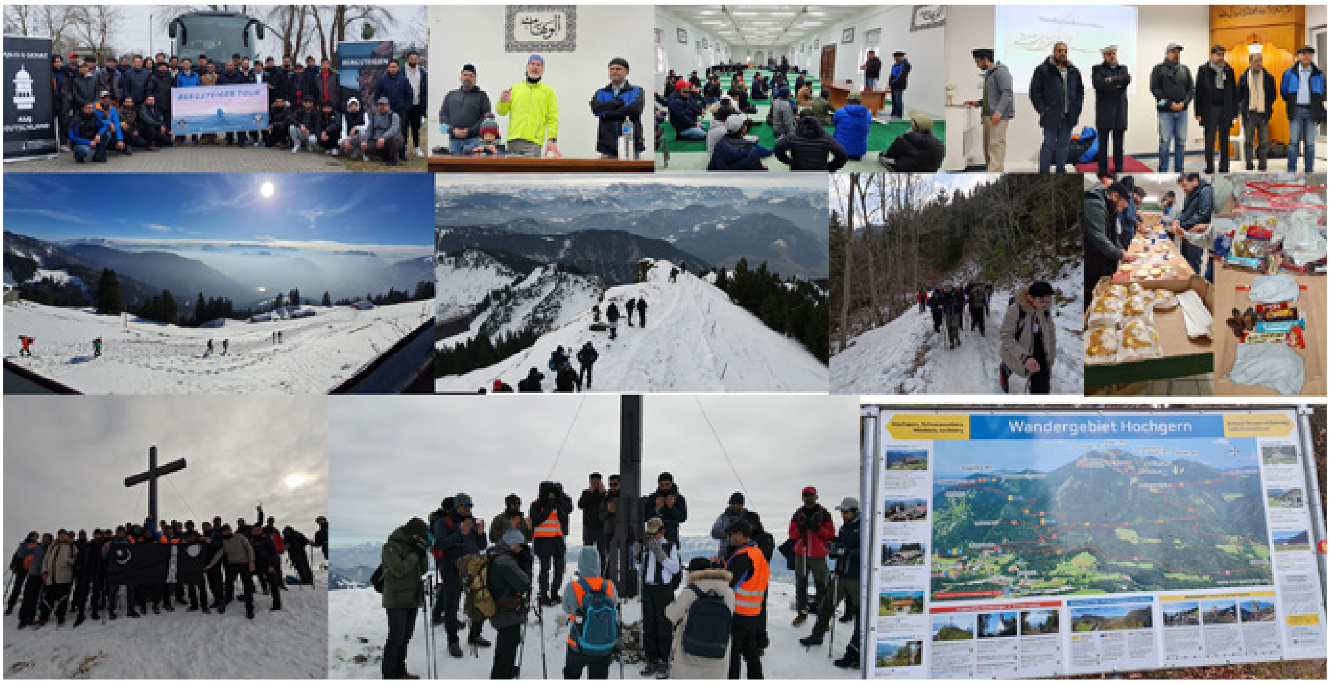

جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں نثار

مجلس صحت جرمنی کے زیرِ اہتمام ہائیکنگ ٹور

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، صدر ہائیکنگ گروپ۔ آفاق احمد زاہد، سیکرٹری

مؤرخہ 12 فروری 2023ء کو مجلس صحت جرمنی کے تحت جرمنی کے صوبہ بائرن میں Hochgern نامی پہاڑ پر ہائیکنگ کی گئی۔

پروگرام کا آغاز مؤرخہ 11 فروری 2023ء بروز ہفتہ ناصر باغ سے بعد نماز ظہر وعصر ہوا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے شرکاء کو اس مہم کے دوران دعاؤں اور چند اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم امیر صاحب اکثر ایسی مہمات میں شامل ہوتے ہیں لیکن اس مرتبہ ایک ضروری جماعتی میٹنگ کی وجہ سے ساتھ نہیں جا سکے۔ بعدازاں مکرم ملک ابرار صاحب صدر مجلس صحت جرمنی نے چند انتظامی امور اور اس دو روزہ پروگرام کے بارہ میں حاضرین کو آگاہ کیا جس کے بعد سوا تین بجے قافلہ بذریعہ بس میونخ کے نواح میں مسجد المہدی نوئے فارن کے لیے روانہ ہوا۔ دوران سفر مکرم انصر بلال صاحب مربی سلسلہ نے نماز مغرب و عشاء بس میں ہی پڑھائیں۔ قافلہ رات ساڑھے آٹھ بجے بخیر وعافیت مسجد المہدی پہنچا۔ رات کا لذیذ کھانا مقامی جماعت کی طرف سے تیار کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد شاملین مسجد کے ہال میں جمع ہوئے جہاں مکرم ملک ابرار صاحب نے مہمان نوازی پر مقامی جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد حاضرین کو مجلس صحت کے تحت ہونے والی گزشتہ ہائیکنگ کے پروگرامز کی تصاویر ایک ویڈیو کی صورت میں دکھائی گئیں۔ رات مسجد میں قیام تھا۔

اگلے دن ہائیکنگ کے دوران استعمال کے لیے اشیاء خورونوش کے پیکٹ رات کو مسجد میں ہی تیار کر لیے گئے۔ مؤرخہ 12 فروری کو صبح چار بجے مہم پر نکلنے کے لیے تیاری کا آغاز ہوا۔ مقامی جماعت نے ناشتہ کا انتظام کیا جس کے بعد اجتماعی دعا کے بعد پونے چھ بجے قافلہ اس پارکنگ کی طرف روانہ ہوا جہاں سے پیدل سفر کا آغاز کرنا تھا۔ دوران سفر ہی مکرم انصر بلال صاحب مربی سلسلہ نے نماز فجر پڑھائی اور تلاوت قرآن پاک کی اہمیت کے موضوع پر درس دیا۔ ساڑھے سات بجے بس پارکنگ میں پہنچی جہاں مختصر تیاری کے بعد پیدل سفر کا آغاز ہوا۔ چونکہ بس کی پارکنگ عام گاڑیوں کی پارکنگ سے ایک کلومیٹر دور تھی لہٰذا تمام شاملین پہلے کار پارکنگ (620 میٹر) تک پہنچے۔ جہاں منزل مقصود کا نقشہ دیکھا گیا اور دعا کے بعد چوٹی کی طرف سفر کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہاں سے ایک کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ہی راستہ برف سے ڈھکا ہوا تھا۔ وقت اور سفر طے کرنے کے ساتھ ساتھ برف کی تہ موٹی ہوتی چلی گئی۔ خوش قسمتی سے اس دن دھوپ نکلنے کی وجہ سے موسم انتہائی خوشگوار تھا۔ جوں جوں بلندی کی طرف بڑھتے گئے تو اطراف کی برف سے ڈھکی خوبصورت پہاڑی چوٹیاں نظر آتی گئیں۔ یہ دلفریب نظارے آگے بڑھنے اور خدا تعالیٰ کی قدرت

چوٹی پر لوائے احمدیت لہرانے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے کا منظر

کو مزید بلندی پر جا کر دیکھنے کی ہمت بندھاتے رہے۔ ایک ہزار میٹر کی بلندی تک پہنچ کر پہلا جبکہ دوسرا وقفہ Hochgernhaus نامی ہوٹل (1461 میٹر) پر کیا گیا۔ یہاں سے آگے برف کی ایک میٹر گہری چادر پر چلنا خاصا دشوار تھا۔ اس کے علاوہ برف کی نرم تہ پر انہی راستوں پر قدم رکھنا پڑتا تھا جو لوگوں کے چلنے کی وجہ سے کسی قدر سخت ہو چکے تھا۔ یہ راستے بعض مقامات پر بہت تنگ تھے اور ساتھ ہی گہری کھائیاں تھیں۔ قافلہ کے تمام افراد یہاں تک تو پہنچ گئے لیکن چند شاملین منزل تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ دوپہر 12 بجے پہلا گروپ چوٹی (Hochgern 1748M) تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ آخری گروپ دوپہر ایک بجے چوٹی تک پہنچا۔ چوٹی پر پہنچ کر صلیب کے نشان کے سامنے جو اس چوٹی کے بلند ترین مقام کی علامت تھا، اذان دی گئی، لوائے احمدیت لہرایا گیا، نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے گئے، گروپ کی شکل میں تصاویر بنائی گئیں اور اجتماعی دعا کروائی گئی۔ چوٹی کے ایک طرف 13 کلومیٹر سے زائد علاقے پر پھیلی جھیل Chiemsee کا نظارہ تو دوسری طرف برف پوش پہاڑی چوٹیوں کا دلفریب طویل سلسلہ تھا۔ کل 44 شاملین میں سے 38 افراد چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ چوٹی پر کچھ وقت گزارنے اور خدا تعالیٰ کی اس خوبصورت تخلیق سے محظوظ ہونے کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا جو کافی سہل تھا۔ مہم جو برف پر پھسلتے اور اس سے محظوظ ہوتے ہوئے واپسی کے سفر پر گامزن رہے۔ چوٹی کے قریب ہم نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو دونوں ٹانگوں سے معذور تھا لیکن اس نے اپنی اس معذوری کو اپنے شوق کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا تھا اور وہ مصنوعی ٹانگوں کے ساتھ چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ہم جو اپنی قدرتی ٹانگوں کے ساتھ چوٹی تک پہنچتے پہنچتے تھک چکے تھے اس شخص کی ہمت کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

شام پانچ بجے تک شاملین بس تک پہنچ گئے جہاں قریب ہی ایک Döner کی دکان سے کھانا کھایا جس کے بعد 18:10 بجے ہماری بس ناصر باغ کے لیے روانہ ہوئی۔ ساڑھے آٹھ بجے بس میں ہی نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں اور رات اڑھائی بجے قافلہ بخیر و عافیت ناصر باغ گروس گیراؤ پہنچا، الحمدللہ۔ تمام شاملین اس مہم کی کامیابی پر خوش تھے۔ شاملین کی اکثریت نے اس طرح کی مہم میں پہلی مرتبہ حصہ لیا تھا جس کی وجہ سے ان کے لیے یہ ایک نیا تجربہ تھا اور آئندہ بھی ایسی مہمات کے لیے پُرجوش نظر آئے۔ اس مہم میں مندرجہ ذیل 44 افراد نے حصہ لیا۔

مکرم ملک ابرار احمد صاحب (صدر مجلس صحت جرمنی)
مکرم میاں عمر عزیز صاحب (صدر ہائیکنگ گروپ)
مکرم لئیق بلال صاحب (مربی سلسلہ)
مکرم انصر بلال صاحب (مربی سلسلہ)

مکرم خالد سجاد صاحب	مکرم فوزان احمد خالد صاحب
مکرم رفیق الرحمٰن انور صاحب	مکرم اسد الرحمٰن انور صاحب
مکرم لقمان وڑائچ صاحب	مکرم محمد اظہر صاحب
مکرم شاہد جنجوعہ صاحب	مکرم شاہد پرویز صاحب
مکرم انس سعید صاحب	مکرم طاہر کاہلوں صاحب
مکرم صداقت مجوکہ صاحب	مکرم سرمد احمد صاحب
مکرم فواد داؤد صاحب	مکرم ہاشم احمد داؤد صاحب
مکرم ناصر الدین صاحب	مکرم عطاء الکریم صاحب
مکرم مظہر اقبال صاحب	مکرم عبد السلام صاحب
مکرم اخلاق احمد صاحب	مکرم تیمور احمد صاحب
مکرم اشتیاق ملک صاحب	مکرم امان ملک صاحب
مکرم محمد یوسف صاحب	مکرم فاتح احمد عزیز صاحب
مکرم ذکی احمد عزیز صاحب	مکرم صبیح الحسن صاحب
مکرم داؤد احمد شاہد صاحب	مکرم ندیم احمد صاحب
مکرم راحیل احمد صاحب	مکرم علی عمران ظفر صاحب
مکرم حامد احمد صاحب	مکرم عطاء الحبیب صاحب
مکرم مرزا لقمان صاحب	مکرم ڈاکٹر تسلیم احمد منیر صاحب
مکرم عابش ملک صاحب	مکرم انیق احمد صاحب
مکرم صہیب احمد صاحب	مکرم لئیق ندیم صاحب
مکرم ہاشر محمود صاحب	آفاق احمد زاہد (خاکسار)

ناصر باغ سے مسجد المہدی نوئے فارن کے لیے روانگی سے قبل قافلہ کا گروپ فوٹو (11 فروری 2023ء)

مکرم بشیر احمد خالد صاحب مرحوم

(مکرم چودھری محمد شریف خالد صاحب جرمنی)

مکرم بشیر احمد خالد صاحب ابن مکرم حضرت میاں لعل دین صاحبؓ آف تہال مؤرخہ 3 اپریل 2023ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ مؤرخہ 28 فروری 1938ء کو کھاریاں سے 4 سے 5 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع موضع تہال میں پیدا ہوئے۔ 1970ء کے آغاز میں پاکستان سے جرمنی تشریف لائے اور پھر بحرین اور مسقط منتقل ہو گئے اور وہاں پر چیف اکاؤنٹنٹ کے طور پر سروس کی۔

1989ء کے جلسہ سالانہ یوکے میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے خود کو خدمتِ دین کے لیے وقف کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ آپ جرمنی میں اپنی فیملی کے پاس چلے جائیں اور وہاں آپ کو جیسی بھی خدمت کی توفیق ملے اُسے سر انجام دیں۔ چنانچہ اِس کے معاً بعد ہی آپ جرمنی آ گئے اور جہاں بھی آپ کو خدمت کی توفیق ملی آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔ اپنی زندگی کا ہر لمحہ خدمتِ دین میں صَرف کیا۔

1990ء کے آغاز میں آپ نے شعبہ سمعی وبصری میں خدمت کی اور پھر نیشنل سیکرٹری سمعی وبصری کے طور پر بھی منتخب ہوئے۔ بعدازاں آپ امین جماعت احمدیہ جرمنی کے طور پر منتخب ہوئے اور 2013ء تک خدمت بجالاتے رہے۔ 2013ء سے 2016ء تک آپ نے شعبہ مال میں انسپکٹر بیت المال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پھر 2016ء سے 2019ء تک آپ دوبارہ امین کے طور پر منتخب ہوئے۔ جب 2019ء کی شوریٰ کے موقع پر آپ کا پھر سے اسی عہدہ کے لیے نام پیش ہوا تو آپ نے شوریٰ کے موقع پر نہایت ادب کے ساتھ اپنی صحت کے پیشِ نظر اِس ذمہ داری سے معذرت کر لی۔ جب اُن سے بعد میں دوستوں نے پوچھا کہ آپ نے معذرت کیوں کی ہے تو ان کا کہنا یہی تھا کہ یہ بہت اہم ذمہ داری ہے اِس عمر میں ہوسکتا ہے کہ میں اِس کا حقیقی رنگ میں حق ادا نہ کرسکوں مگر باوجود معذرت کے آپ خدمتِ دین سے ہرگز پیچھے نہ ہٹے اور 2019ء کے بعد آپ نے پھر سے بطور انسپکٹر بیت المال کے شعبہ مال میں خدمات شروع کر دیں۔

جب 2020ء میں کورونا وبا پھیلنی شروع ہوئی تو حکومتی قواعد وضوابط کو مدِّنظر رکھتے ہوئے آپ سے درخواست کی گئی کہ چونکہ آپ کی عمر 80 سال سے زیادہ ہے آپ گھر سے ہی کام کریں اور فی الحال بیت السبوح نہ تشریف لائیں۔ گو آپ کے لیے گھر بیٹھنا مشکل تھا اور مستقل خدمتِ دین کے عادی تھے، آپ نے اِس فیصلے کو پھر بھی بدل و جان قبول کیا۔

آپ موصی تھے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا آپ کا ہمیشہ شیوہ رہا اور اِسی روح کو آپ ہمہ تن اپنی اولاد اور آگے اُن کے بچوں میں راسخ کرنے کی کوشش کرتے رہتے اور ہمیشہ یہی سبق دیتے کہ جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہی کامیابی ہے۔ ہر دم خداتعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرتے اور کبھی بھی اپنی زبان پر ناشکری اور نااُمیدی کے الفاظ نہ آنے دیتے۔ آپ ایک زندہ دل، نہایت شریف النفس، صالح، ہردل عزیز، پنجوقتہ نماز کے پابند اور ہر وقت خداتعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھنے والے انسان تھے۔ آپ سے جب بھی کوئی مدد مانگتا تو آپ اُس کی دل کھول کر مدد کرتے۔ جو بھی ذمہ داری آپ کے سپرد کی جاتی آپ اسے ہمیشہ پایۂ تکمیل تک پہنچاتے۔

گزشتہ سال جب شدید بیماری کے باعث ڈاکٹرز نے جواب دے دیا اور کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ اس حالت میں بھی آپ نے ہمت ہاری نہ ہی دعا چھوڑی اور بیماری کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور شفا بھی عطا فرمادی۔

اپنے مقامی حلقہ Raunheim Nord کے ساتھ آپ کا اپنے آخری دَم تک ایک بہت ہی پختہ رابطہ اور تعلق تھا۔ آپ دوسروں کے درد کو ہمیشہ اپنا درد سمجھنے والے تھے۔ آپ کبھی بھی اپنے سے چھوٹے کو ہرگز ایسا محسوس نہ ہونے دیتے کہ مَیں عمر میں بڑا ہوں۔ آپ نے ہمیشہ عاجزی و انکساری کو مقدم رکھا۔

اپنے پسماندگان میں آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی، چار بیٹے، بارہ پوتے، پانچ پوتیاں دو نواسے ایک نواسی، 9 پڑپوتے، دو پڑپوتیاں اور دو پڑنواسے چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے نیز آپ کے لواحقین کو صبر دے اور آپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جماعتی سرگرمیاں

جماعت Hattersheim کی ایک کاوش

ترکیہ و شام کے زلزلہ زدگان سے اظہارِ ہمدردی کے لئے جماعت ہاٹرس ہائیم کی نمائندگی میں خاکسار نے مقامی ترک مسلمانوں کی مسجد Fatih Camii-Moschee islamischer Verein Hattersheim e.V کا دورہ کیا۔ جب خاکسار نے مسجد پہنچ کر جماعت کا تعارف کروایا تو مسجد کی انتظامیہ نے ہماری بات کو اہمیت نہ دی اور ہماری مدد کی پیشکش کو نظر انداز کر دیا۔ لیکن کچھ دیر بعد انتظامیہ نے ترک کمیونٹی کے نگران سے رابطہ کیا اور معذرت کرتے ہوئے ہمیں اپنی خدمات پیش کرنے کی اجازت دے دی۔

خاکسار نے مقامی احبابِ جماعت سے زلزلہ زدگان کے لیے عطیہ کرنے کی درخواست کی تو کچھ ہی دیر میں 460 یورو کے عطیات جمع ہوگئے جن سے ہیٹرس ہائم سے فوری طور پر Globus Markt متاثرین کے لیے روز مرہ استعمال کی اشیاء خریدی گئیں۔ جب سٹور کے مینیجر کو معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ سے کچھ افراد متاثرین کے لئے خریداری کرنے آئے ہیں تو انہوں نے ہمیں کچھ اشیاء مفت دیں اور دیگر اشیاء بھی سستے داموں دیں۔ ان اشیاء میں بچوں کے لئے دودھ، ٹشو پیپر وغیرہ شامل تھے۔ یہ اشیاء مسجد میں جمع کروا دی گئیں۔

خاکسار نے قریبی احمدی گھرانے کی مدد سے ترک مسجد میں امدادی سامان کی تیاری کرنے والے رضاکاران کے لیے تین گھنٹے ریفریشمنٹ کا سٹال بھی لگایا جہاں چائے، کافی، کیک اور بسکٹ وغیرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جماعت ہیٹرس ہائم نے کل 930 یورو عطیہ کئے جن میں سے 400 یورو کی ترک احباب کو چیزیں خرید کر دی گئیں اور 530 یورو ہیومینٹی فرسٹ میں جمع کروائے گئے۔

خاکسار کے ساتھ مکرم ناصر احمد صاحب، ملک امتیاز الحق صاحب، مکرم حمزہ نصیر صاحب مربی سلسلہ، مکرم عتیق ملک صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ 20 ممبرات لجنہ اماء اللہ نے طوعی خدمت کی توفیق پائی جبکہ مکرم ملک ریان الحق صاحب، مکرم رانا فاران صاحب چار دن تک روزانہ امدادی اشیاء کی پیکنگ میں مدد کے لئے ترک مسجد میں جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

(ملک ابصار الحق، جماعت Hattersheim)

Esslingen

مورخہ 29 مارچ کو Esslingen میں Podiumsdiskussion و افطاری کا اہتمام کیا گیا جس میں کل 65 مہمانوں نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم علاؤالدّین صاحب (عرب احمدی) نے کی جبکہ جرمن ترجمہ مکرم Denis Merz صاحب (نومبائع) نے پیش کیا۔ مقامی جماعت کی جانب سے مکرم عدیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے میزبانی کی۔ اس پروگرام میں مندرجہ ذیل اہم شخصیات شامل ہوئیں۔

جناب Dr. Silvan Eppinger صاحب
(Leitung des Referats Interkulturelle Angelegenh. & Antidiskriminierung - Baden Württemberg)

جناب Mr. Andreas صاحب
Deuschle MdL, Stellvertretender Vorsitzender der CDU-Landtagsfraktion

محترمہ Sophia Hartlieb صاحبہ
Leitung Antidiskriminierungsstelle Esslingen

محترمہ Sinem Yüksel صاحبہ (سماجی شعبہ کی کارکن)

جناب Salvador Gill صاحب
Integration and social affairs Esslingen

جبکہ جماعت احمدیہ ایسلنگن کی جانب سے مکرم شارق احمد افتخار صاحب مربی سلسلہ، مکرم حماد ہیرٹر صاحب اور مکرمہ خولہ مریم ہیوبش صاحبہ نے شرکت کی۔

پریس کانفرنس میں جماعت احمدیہ سے ہم جنس پرستی، حجاب اور اسلام کو لبرل بنانے کے بارہ میں سوالات ہوتے رہتے ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے احمدی صحافی محترمہ خولہ مریم صاحبہ اس پروگرام میں شامل ہوئیں اور محترمہ Seyran Ates صاحبہ (ترکش نژاد جرمن) کے بارہ میں سوالات کے جوابات اور جماعتی موقف پیش کیا۔ موصوفہ ایک لبرل مسلمان، وکیل، مصنفہ اور حقوقِ نسواں کی کارکن ہیں۔ 2017ء میں موصوفہ نے جرمنی میں مسلمانوں کی پہلی لبرل مسجد Ibn Ruschd-Goeth کی بنیاد رکھی۔ اپنے لبرل عقائد کے باعث ایک قاتلانہ حملہ میں بری طرح زخمی ہوئیں جبکہ ان کی ایک کارکن کی حملہ میں موت بھی واقع ہوئی۔

پروگرام کے آخر پر مقامی جماعت کی طرف سے مہمانوں کے لئے افطاری کا انتظام کیا گیا۔ ضیافت کا انتظام مکرم رانا نفیس صاحب سیکرٹری ضیافت اور لجنہ اماء اللہ نے کیا۔ پروگرام کی تیاری خاکسار (سجاد بٹ صدر جماعت) نے اپنی زیرِ نگرانی کروائی۔

Esslingen

Hattersheim

محترمہ ممتاز سلیم صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ ممتاز سلیم صاحبہ بنت مکرم محمد سلیم صاحب بعمر 52 سال مؤرخہ 13 مارچ 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے آباؤ اجداد کا تعلق کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور سے تھا۔ آپ مکرم چودھری عبدالستار خاں صاحب آف لکی نو شور کوٹ جھنگ پاکستان کی پوتی تھیں۔ خداتعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ نیک سیرت، نمازی اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ضلع جھنگ کے پسماندہ علاقوں کے گورنمنٹ سکولوں میں بطور استانی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ آپ کی چار بیٹیاں ہیں جن میں سے تین زیرِ تعلیم اور ایک کی شادی ہو چکی ہے۔مرحومہ کی نماز جنازہ 15 مارچ کو مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے بیت السبوح میں پڑھائی اور اگلے دن Eschborn کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

(رانا مبارک احمد خاں۔ جماعت احمدیہ بادزوڈن جرمنی)

محترمہ نصرت جہاں صاحبہ

مؤرخہ 14 مارچ 2023ء کو خاکسار کی والدہ محترمہ نصرت جہاں صاحبہ زوجہ مکرم حافظ عطاء الحق صاحب مرحوم ابن منشی عبدالحق صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور برادر اصغر مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم جرمنی کے شہر Karben میں بعمر 90 سال اپنے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوبیدار مکرم عبدالغنی صاحب مرحوم آف کالووالی منڈی بہاؤالدین کی بڑی بیٹی تھیں جو اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے۔صوبیدار صاحب مرحوم نے فوجی ملازمت کے دوران بچوں کو بہتر تعلیم و تربیت کے لیے قادیان میں رکھا۔ چنانچہ والدہ مرحومہ تقسیم پاک و ہند تک محلہ دارالبرکات قادیان میں رہائش پذیر رہیں اور تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ مرحومہ کو 1978ء سے شعبہ مال ربوہ میں ایک لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ محلہ دارالعلوم شرقی میں خالہ جی کے نام سے جانی جاتی تھیں۔ آپ بارہ سال قبل جرمنی تشریف لائیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باقاعدگی سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتیں۔خوش مزاج، زندہ دل، دوسروں کی مدد کرنے والی اور خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی شخصیت تھیں۔ضعیف العمری کے باوجود جلسہ سالانہ، جمعہ اور دیگر جماعتی تقریبات اور اجلاسات پر باقاعدہ حاضر ہوتی رہیں۔ 2018ء میں عمرہ کرنے کی سعادت پائی، الحمدللہ۔ آپ خداتعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔مرحومہ کی نماز جنازہ مکرم امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی اور Karben شہر کے قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(زبیر خلیل خان، جرمنی)

مکرم چودھری محمد اشرف باجوہ صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چودھری محمد اشرف باجوہ صاحب ابن مکرم چودھری سلطان علی صاحب مرحوم مورخہ 25 فروری 2023ء کو بعمر 87 سال Göppingen میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ چک نمبر 37 جنوبی ضلع سرگودھا کے نامور زمیندار گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا پودا آپ کی دادی محترمہ حضرت حاکم بی بی صاحبہ کے ہاتھوں لگا جو حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ محترمہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ آپ دونوں بہنوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ آمد پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ بعد میں اپنے شوہر مکرم چودھری حسین بخش صاحب کو قادیان لے کر گئیں جہاں حسین بخش صاحب نے 1904ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مرحوم کے والد مکرم چودھری سلطان علی صاحب اس وقت ابھی گود میں تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیالکوٹ میں اس بچے کے سر پر اپنا دست مبارک پھیر کر پیار دیا۔

مرحوم کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے دادا دادی بھی اور نانا نانی بھی صحابی تھے۔ والدین کے بے حد اطاعت گزار، نہایت مخلص، مہمان نواز اور خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والے انسان تھے۔

مرحوم کے والد محترم چودھری سلطان علی صاحب علاقے کی بہت معزز شخصیت تھے وہ صدر ایوب کے دور میں بھاری اکثریت سے بی ڈی ممبر منتخب ہوئے یہ ان کی شرافت غریب پروری اور اپنے ماحول میں دیانت، شرافت اور باوقار باہمی میل و محبّت کا ثمر تھا

مرحوم کئی سال تک اپنے علاقہ گوپنگن سٹٹ گارٹ میں زعیم انصاراللہ رہے اور بڑی لگن سے خدمات بجالاتے۔ جماعتی عہدیداران اور مربیان کرام کی بہت عزت کرتے، خصوصاً مربیان کی بہت دلداری اور حوصلہ افزائی کرتے۔ زیرِ تبلیغ مہمان گاہے بگاہے آپ کے گھر آتے رہتے اور آپ ان کی پاکستانی کھانوں سے خوب تواضع کرتے اور انہیں دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے رہتے۔ آپ کو جلسہ سالانہ ربوہ پر لمبے عرصہ تک ڈیوٹی دینے کی سعادت نصیب ہوئی جسے آپ نے خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ نبھایا۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں ایک بیٹی کینیڈا میں اور باقی تمام بچے جرمنی میں مقیم ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ مؤرخہ 28 فروری کو مکرم منصور احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ نے گوپنگن کے مرکزی قبرستان میں پڑھائی جس کے بعد تدفین ہوئی۔

(حفیظ اللہ باجوہ۔ صدر جماعت Homburg Saar)

مکرم مبارک احمد صاحب

مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم محمد دین صاحب مورخہ 6 اپریل 2023ء کو بعمر 77 سال Worfelden میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں،

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ خداتعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھے۔ 2011ء میں جرمنی آئے۔ مرحوم کا جماعت سے گہرا تعلق تھا۔صوم وصلوٰۃ کے پابند اور چندہ جات باقاعدگی سے بروقت ادا کرتے۔ صلح جو، مہمان نواز اور دوسروں

کی مدد کرنے اور تکالیف دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتے۔مورخہ 8 اپریل کو آپ کی نمازِجنازہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ گروس گیراؤ میں پڑھائی۔مورخہ 13 اپریل 2023ء کو Worfelden کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔مرحوم کے پسماندگان میں چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ (بشارت احمد۔Worfelden)

مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب

خاکسار کے سسر مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب ابن مکرم محمد علی باجوہ صاحب مورخہ 11 اپریل 2023ء کو بعمر 81 سال ہمبرگ جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1986ء میں جرمنی تشریف لائے۔سات سالہ وقف کے دوران نائیجیریا میں پڑھایا اور 31 سال صدر حلقہ ہمبرگ رہے۔خلافت کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق تھا۔ ہمیشہ افرادِ جماعت کی مدد کرنے کی کوشش کرتے۔مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے 14 اپریل کو آپ کی نمازِ جنازہ بیت السبوح فرانکفرٹ میں پڑھائی۔مؤرخہ 16 اپریل کو ربوہ میں نماز جنازہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے پڑھائی جس کے بعد تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹا دو بیٹیاں اور اہلیہ شامل ہیں۔(امتیاز احمد شاہین مربی سلسلہ)

مکرم چودھری عبدالغنی صاحب

خاکسار کے سسر مکرم چودھری عبدالغنی صاحب ابن مکرم چودھری عبدالمجید صاحب مرحوم جرمنی کے شہر Flörsheim میں مورخہ یکم مارچ 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم مکرم حافظ محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے اور مکرم حافظ فضل عظیم صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بھتیجے تھے۔ آپ جماعت فلورس ہائم کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ 1993ء میں شدید بیمار ہوگئے مگر حضرت خلیفۃ المسیحؒ کی دعاؤں سے آپ نے معجزانہ طور پر تیس سالہ فعال زندگی گزاری۔مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور جماعتی پروگرامز میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔آپ نے پسماندگان میں دو بیٹیاں، پانچ نواسے نواسیاں اور ان کے بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ مؤرخہ 3 مارچ 2023ء کو مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے احمدیہ مسجد فلورس ہائم میں پڑھائی۔ تدفین کے لئے آپ کا جنازہ پاکستان لے جایا گیا۔جہاں مورخہ 5 مارچ کو دوپہر ڈیڑھ بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں مکرم مُنیر احمد بسمل صاحب ناظر سمعی وبصری نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چودھری لئیق احمد ناصر صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ نے دُعا کروائی۔ (محمد جلیس احمد۔جماعت فلورس ہائم)

مکرم ملک شریف احمد صاحب

مکرم ملک شریف احمد صاحب ابن مکرم ملک محمد سلطان صاحب بعمر 90 سال مورخہ 14 اپریل 2023ء کو ہمبرگ جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ہمبرگ میں پہلے زعیم انصاراللہ، ناظم اعلیٰ ہمبرگ، ناظم علاقہ ہمبرگ، صدر حلقہ بیت الرشید، سیکرٹری مال بیت الرشید اور انسپکٹر بیت المال ہمبرگ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔جلسہ سالانہ جرمنی میں باقاعدگی سے شمولیت اختیار کرتے تھے اور متعدد بار ہمبرگ جماعت کی طرف سے مجلسِ شوریٰ جرمنی میں نمائندگی کی توفیق پائی۔

پسماندگان میں 4 بیٹے، 4بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ تدفین ربوہ پاکستان میں ہوئی۔

(ملک فرید احمد صدر حلقہ بیت الرشید ہمبرگ

مکرم شریف احمد بندیشہ صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم شریف احمد بندیشہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 261ر۔ب ادھوالی ضلع فیصل آباد مؤرخہ 29 مارچ 2023ء کو پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کم و بیش پچیس سال تک گاؤں میں صدر جماعت رہے ہیں۔ آپ درویش صفت انسان، بےشمار خوبیوں کے مالک، عبادات میں اعلیٰ معیار رکھنے والے، بے کسوں کی مدد کرنے والے اور نظام جماعت اور خلافت کی محبّت میں سرتا پا سرشار انسان تھے۔ ہمارے گاؤں میں جماعت کو شدید مخالفانہ اور مخاصمانہ حالات کا سامنا ہے۔مقامی احمدیہ مسجد سے ادعیہ ماثورہ، عربی عبارات کو مٹایا گیا، مینار توڑے گئے اور قربانی سے روکا گیا۔مؤرخہ 25 جولائی 2021ء کو ہمارے گھروں پر گولیاں برسائی گئیں اور بجائے حملہ آوروں کو پکڑنے کے خاکسار کے دو بھائیوں، دو کزنوں اور ایک کزن کے بیٹے سمیت پانچ افراد پر دہشتگری کی دفعات کے تحت پرچے درج کرا کے گرفتار کر لیا گیا۔شدید مخالفانہ حالات کی بناء پر گاؤں میں موجود تمام فیملیز کو حسب ہدایت نظام جماعت کم وبیش دو ماہ تک سوائے محدود افراد کے باقی سب کو اپنے گھروں کو چھوڑنا پڑا۔مؤرخہ 15-05-22 کو ہمارے چھوٹے بھائی سمیع اللہ بندیشہ صاحب پر احمدیہ مسجد کے سامنے قاتلانہ حملہ کیا گیا جس سے بھائی شدید زخمی ہوگیا تھا۔ یہ سب دردناک نظارے دیکھنے کے باوجود آخر وقت تک ثابت قدم رہے اور مکرم امیر صاحب ضلع کی انتظامی ہدایت کے مطابق کہ ''حالات خواہ کیسے بھی ہوجائیں چوہدری صاحب (یعنی والد محترم) نے گاؤں کو نہیں چھوڑنا'' کو تادمِ وفات نبھایا۔ جنازہ مورخہ 29 مارچ بعد نماز عشاء چک نمبر 261 ر۔ب ادھوالی ضلع فیصل آباد میں ادا کی گئی۔اور نماز جنازہ و دعا مکرم لوکل مربی صاحب نے پڑھائی

(رحمت اللہ بندیشہ مبلغ سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

نسل پرستی کے خلاف عالمی سطح پر منائے جانے والے ایام میں
جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے جرمنی بھر میں لگائے جانے والے بل بورڈز

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 24 | ISSUE 05 | MAY 2023

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de